اکابر علمائے دیوبند کی منتخب کُتبِ فتاویٰ
(ایک تجزیاتی مطالعہ)

حافظ غلام یوسف*

دین اسلام اللہ تعالیٰ کا آخری پیغام ہے جو پوری عالم انسانیت کی ہدایت، اصلاح وفلاح اور نجات کے لئے آیا ہے۔اسلام ایک حیات پرور دین ہے(۱) مکمل ضابطۂ حیات اور ایک جامع دستور(۲) ہے۔اللہ تعالیٰ نے جو شریعت نازل فرمائی ہے اس میں یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ ہر حال میں دنیا کی رہنمائی کر سکے، اور ہر منزل میں تغیر پذیر انسانیت کا ساتھ دے سکے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں جن کے دائرہ نبوت کو ہر زمان ومکان پر محیط اور ابدالاباد تک محیط کر دیا گیا ہے۔

موجودہ صنعتی و مادّی دور اور مشینری و سائنٹفک زمانہ میں بھی قرآن وحدیث کے معطّر خزینہ میں زندگی اور اس کے ارتقائی پہلو کی پوری توانائی موجود ہے ۔ شریعت کے ضوابط آسان (۳) ہیں اور اسلامی قوانین میں کوئی حرج (یعنی تنگی) نہیں (۴) اسلامی قوانین حکمت سے معمور، نہایت معقول اور مدلّل ہیں ۔اسلامی نقطۂ نظر سے شارع صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم الٰہی کے شارح ومفسّر ہیں۔جیسا کہ قرآن و حدیث میں متعدد مقامات پر اس کی وضاحت کی گئی ہے(۵)۔اسی بناء پر خدائی قانون میں تبدیلی محال ہے۔ ماحول کے اثرات کا مقابلہ کرنے کے لئے اور مکان و زمان کی تبدیلیوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے دو انتظامات فرمائے ہیں:

۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی کامل ومکمل اور زندہ تعلیمات عطا فرمائی ہیں جو ہر کشمکش اور ہر تبدیلی کا بآسانی مقابلہ کرسکتی ہیں، اور ان میں ہر زمانہ کے مسائل ومشکلات کو حل کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔

۲- اللہ تعالیٰ اس دین کو ہر دور میں ایسے زندہ اشخاص عطا فرماتا رہے گا جو ان تعلیمات کو زندگی میں منتقل کرتے رہیں گے اور اجتماعی یا انفرادی حیثیت سے اس دین کو تازہ اور اُمت کو سرگرم عمل رکھیں گے، اس دین میں ایسے اشخاص کے پیدا کرنے کی صلاحیت و طاقت ہے، اس کا اس سے پہلے کسی مذہب میں اظہار نہیں ہوا۔یہی

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ فقہ واسلامی قانون، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان

وہ جماعت ہے جس کو اُمت مسلمہ ''فقہاء'' کے نام سے تعبیر کرتی ہے۔

شریعت اسلامیہ متحرک قسم کے احکام کا مجموعہ ہے۔اس میں عقل کے استعمال کو اُبھارا گیا ہے(۶) جو عدل ومصلحت پر مشتمل ہے- شریعت اور فقہی استنباط(۷) کے درمیان فرق کو ذہن نشین رکھنا بھی ضروی ہے۔شریعت بالکل نقص سے پاک ہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں (۸) جبکہ فقہی استنباط میں چونکہ اجتہاد کا دخل ہوتا ہے، اس لئے اس میں نظر ثانی اور ترمیم کی گنجائش موجود ہے۔علماء وفقہاء زمانۂ قدیم سے ہی قرآن اور حدیث کے اصولی احکام یا نصوص شرعیہ کی روشنی میں فقہ اور اصولِ فقہ پر شاندار تصنیفات مرتب کرتے آئے ہیں، یہ موجودہ زمانے میں بھی ایک نظیر یا ''رُولنگ'' کا کام دیتے ہیں۔اگرچہ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فقہی مباحث کا فُقدان تھا اس لئے ''فقہ'' ایک فن کی حیثیت سے مدوّن نہیں ہوئی تھی (۹)۔

افتاء اپنی ماہیت کی رو سے احکامِ الٰہیہ کے کشف واظہار کا نام ہے۔یہ فقہی مسائل واحکام کا شرعی حل دریافت کرنے کی سعی وکاوش سے عبارت ہے۔فتویٰ کے بغیر عوام میں مذہبی رجحان اور دینی ذوق کی پرورش ممکن نہیں، چنانچہ افتاء کی تاریخ بھی اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود دینِ اسلام کی۔تاہم فتویٰ پوچھنے اور فتویٰ دینے کے طریقے بدلتے رہے ہیں، اور فتاویٰ کی جمع وتالیف بھی مختلف انداز سے کی جاتی رہی ہے۔

عہد رسالت اور عہد صحابہ میں استفتاء اور فتویٰ کا سلسلہ اکثر وبیشتر زبانی تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ میں صحابۂ کرام پیش آمدہ مسائل میں آپ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے، ہر قسم کے سوالات وجوابات، اوراستفسار کا مرکز آپ ہی کی ذات گرامی رہی، اس لئے مستقل فن کی حیثیت سے تدوین کی طرف توجّہ بھی نہیں ہوئی، آپ کے بعد حضراتِ صحابہ مرکز افتاء تھے اور صحابہ کرام بھی سب کے سب صاحبِ فتاویٰ نہ تھے، جو حضرات صاحبِ فتاویٰ تھے ان کی تین قسمیں ہیں، کثیر الفتاویٰ، متوسط الفتاویٰ، اور قلیل الفتاویٰ (۱۰)۔جوں جوں اسلامی مملکت میں وسعت ہوئی ہر جگہ مختلف قوموں نے اسلام اور اس کی ابدی صداقت کے اصولوں کو تسلیم کیا، نئی تہذیب وتمدن اور نئی معاشرتوں کا سامنا ہوا، قوموں کے اختلاط اور معاشرتی ضرورتوں نے نئے نئے مسائل کو جنم دیا، تو جوابًا اس دور کے تقاضوں کو بوجہِ احسن پورا کرنے کے لئے علماء وفقہاء نے قرآن وسنّت کے تحت علوم وفنون کا ایک گلدستہ تیار کیا۔

ان ہی علوم وفنون میں سے ''علم الفقہ'' کا فن بھی وجود میں آیا اور تدریجاً ارتقائی منازل طے کرتا رہا فقہاء نے نہایت عرق ریزی اور جانفشانی کے ساتھ فقہ کے رہنما اصول مرتب کئے، انہوں نے بلاریب قرآن وحدیث کو سمجھنے اور نئے مسائل کا استنباط کرنے میں نہایت خلوص سے محنت کی، اس کام میں کسی قسم کی خودغرضی یا نفسانیت کا تصور بھی نہیں ہے۔

کوئی بھی مسلمان خواہ ولی ہو، محدث ہو، مفسر ہو، یا مؤرخ، غرض کوئی بھی ہو وہ شرعی معلومات میں

چاہے اُن کا تعلق عقائد سے ہو یا عبادات سے، معاملات سے ہو یا اخلاق و اعمال سے، معاشرت سے ہو یا سیاست مدنی سے انسانی زندگی میں بیسیوں ایسے مواقع آتے ہیں جہاں انسان کو رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے تو اس وقت انسان فقہ و فتاویٰ اور ''مفتی'' کی رہبری کا محتاج ہوتا ہے۔ مفتیان کرام کی جماعت جن کو فقہ سے مناسبت تامہ ہوتی ہے ہر زمانہ میں موجود رہی ہے اور عوام و خواص ہر ایک کا اس جماعت کی طرف رجوع عام رہا ہے اور یہ جماعت اپنے علمی رسوخ، خدا داد صلاحیت اور مخصوص قوتِ ادراک کی وجہ سے اس کام کو بخوبی انجام دینے میں ممتاز اور نمایاں رہی ہے، اس جماعت نے افتاء کو اپنا فریضۂ منصبی تصور کرتے ہوئے ہمیشہ ہی مسلمانوں کی رہنمائی کی۔

برصغیر پاک و ہند میں بھی فقہاء کرام نے اس فریضہ کو بطریق احسن انجام دیا، مفتی حضرات نے حالات واقعات اور زمان و مکان کی رعایت کی مناسب سے پیش آمدہ مسائل کا حل پیش کرتے ہوئے امت مسلمہ کی بھرپور رہنمائی کا فریضہ بطریق احسن انجام دیا۔ دارالعلوم دیوبند برصغیر پاک و ہند کی وہ عظیم دینی درس گاہ ہے جس کا فیض چار دانگ عالم پھیلا ہوا ہے۔ اپنے قیام سے آج تک دین ملت کی جو لازوال خدمات انجام دی ہیں ان سے انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی روز روشن میں آفتاب کی دلیل طلب کرے۔ علمائے دیوبند کی علمی، دینی، روحانی اور سیاسی و ملی خدمات جلیلہ ناقابل فراموش ہیں۔ ان کے تبحر علمی کے اپنے اور پرائے سب ہی معترف ہیں جو کسی تفصیلی تعارف کے محتاج نہیں۔ جنہوں نے تعلیم و تزکیہ، اَخلاق و تصنیف و تالیف، افتاء، مناظرہ، صحافت، خطابت، تذکیر، تبلیغ، حکمت اور طب میں بیش بہا خدمات انجام دیں۔

ضخامت کے خوف سے اکابر علمائے دیوبند کی درج ذیل صرف ۹ منتخب کتبِ فتاویٰ کا تعارف انتہائی اختصار کے ساتھ ترتیب زمانی کے لحاظ سے پیش کیا گیا ہے۔ ان علمی و تحقیق جواہر پاروں کی امتیازی و انفرادی خصوصیات کو قلیل در قلیل وقت میں سمیٹنا یا سمیٹنے کی کا دعویٰ کرنا ایسا ہے جیسا کہ ذرّہ کو اس بات کا مکلّف ٹھہرایا جائے کہ وہ آفتاب کی پنہائیوں کو اپنے اندر سمیٹ لے۔

۱۔ فتاویٰ رشیدیہ: از رشید احمدؒ بن ہدایت احمد گنگوہیؒ (۱۲۴۴ھ/۱۸۲۹ء-۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد، چھ سو آٹھ (۶۰۸) صفحات، ایک ہزار اکتیس (۱۰۳۱) فتاویٰ، ایک سو پانچ (۱۰۵) ملفوظات اور آٹھ مسائل منثورہ پر مشتمل ہے۔ محمد علی کارخانہ اسلامی کُتب دستگیر، کراچی سے شائع کیا گیا۔

رشید احمدؒ بن ہدایت احمد گنگوہیؒ کی پیدائش (۶، ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ/ ۱۱ مئی، ۱۸۲۹ء) ضلع سہارنپور (انڈیا) کے ایک مشہور قصبہ گنگوہ میں ہوئی (۱۱) ابتدائی تعلیم اپنے ماموں سے (۱۲) حاصل کرنے کے بعد حصول علم کے لئے دہلی کا سفر کیا اور مولانا مملوک علی نانوتویؒ سے مختلف فنون کی اہم کتابیں پڑھیں (۱۳)۔ حدیث کی تعلیم شاہ

عبدالغنی مجددیؒ سے حاصل کی (۱۴) تعلیم سے فراغت کے بعد حاجی امداداللہ مہاجر مکی کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سے بیعت کر کے سلوک کے منازل طے کئے (۱۵)۔علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد اپنے گاؤں واپس آ کر شیخ عبد القدوسؒ کے حجرے کو اپنی قیامگاہ بنایا، یہاں درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور افتاء کا سلسلہ شروع کیا (۱۶) جو کہ (۱۸۴۹ء-۱۸۹۷ء) تقریبا انچاس (۴۹) سال تک جاری رہا اس دوران ہزاروں افراد نے آپ سے علمی استفادہ کیا (۱۷)۔

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں بھر پور حصہ لیا جس جماعت کے حاجی امداد اللہؒ مہاجر مکی امیر تھے رشید احمد گنگوہیؒ اس جماعت کے قاضی مقرر کئے گئے اس تحریک میں کافی قربانیاں دیں اور جیل میں پابند سلاسل بھی رہے (۱۸) ۔مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے انتقال کے بعد ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء میں دارالعلوم دیوبند کے سر پرست مقرر ہوئے اور مولانا محمد مظہر (م۱۳۰۲ھ/۱۸۸۵ء) اور مولانا فیض الحسن (م۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء) کی وفات کے بعد ''مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور'' کا سر پرست بھی ان کو بنا دیا گیا (۱۹) شیخ محمد اکرام مولانا گنگوہیؒ کے بارے میں لکھتے ہیں'' مولانا رشید احمدؒ بڑے پائے کے عالم تھے خاموش، حلیم، خدا رسیدہ، ہر کہ ومہ (۲۰) ان کی عزت کرتا تھا۔ وہ درس حدیث بھی دیتے تھے اور تعلیمِ باطنی بھی ۔نواب سلطان جہاں بیگم فرمانروائے بھوپال نے آپ سے بیعت مریدانہ کی تھی۔ وہ زیادہ تر گنگوہ میں رہتے تھے اور یہیں درس دیتے تھے'' (۲۱)۔

مولانا رشید احمد گنگوہی کے خلفاء اور تلامذہ کا حلقہ وسیع ہے جس میں بڑے بڑے نامور علماء شامل ہیں ان کے خلفاء و تلامذہ کی ایک طویل فہرست مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ نے تذکرۃ الرشید میں درج کی ہے (۲۲) فقہ وحدیث اور تصوّف میں ان کی چودہ تصانیف کا ذکر ملتا ہے (۲۳)۔ان کی وفات جمعہ کے دن (۸ یا ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ/۱۱، اگست، ۱۹۰۵ء) اٹھتر سال، سات ماہ اور تین دن کی عمر میں ہوئی (۲۴)۔

امتیازی وانفرادی خصوصیات

۱- اس مجموعہ میں عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق وتصوف تقلید واجتہاد، نکاح وطلاق، بیوع، صید و ذبائح، اورحظر واباحت وغیرہ تمام شعبہ ہائے زندگی کے مسائل سے متعلق رہنمائی ملتی ہے۔

۲- اس مجموعہ کی اوّلین بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ دیوبندی مکتب فکر سے متعلق فتاویٰ کا یہ پہلا مطبوعہ مجموعہ ہے۔ کیونکہ مولانا گنگوہی کا شمار دیوبندی مکتب فکر کے بانیوں میں ہوتا ہے۔

۳- آپ مسائل کو انتہائی اختصار کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں جس سے بآسانی مسئلہ کی صحیح صورت واضح ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کے اس مختصر مجموعے میں ان کے ایک ہزار اکتیس (۱۰۳۱) فتاویٰ موجود ہیں جبکہ ملفوظات اور مسائل منثورہ اس کے علاوہ ہیں۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ ان کو ''فقیہ النفس'' کے خطاب سے یاد کرتے ہیں (۲۵)۔

۴- ہر مضمون کے آخر میں ملفوظات کے عنوان سے سابقہ فتاویٰ پر مزید روشنی ڈالتے ہیں جس سے ان مسائل

کی وضاحت کے ساتھ ساتھ کئی نئے مسائل کا حل بھی ہوتا ہے ۔

۵- سائل نے جتنی بات سوال میں پوچھی تقریباً اتنے ہی الفاظ میں جواب دیا گیا۔ ان کے فتووں میں ایسی عبارات نہیں پائی جاتیں جن کا تعلق سوال سے نہ ہو، اگر کوئی طویل سوال ہے تو اس کا جواب بھی مختصر ہی دیا گیا ہے جس سے صورت مسئلہ واضح ہو جاتی ہے (۲۶)۔

۶- اختلافی مسائل کے بارے میں دئے گئے فتاویٰ مفصل و مدلل ہیں ۔

۷- فقہی ،فروعی اور نزاعی مسائل کے بارے میں اعتدال کو اپناتے ہوئے فریق مخالف کی رعایت کی گئی ہے جس میں طعن وتشنیع کا عنصر نظر نہیں آتا۔ مثلاً رفع یدین کے بارے میں فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میرا مسلک عدم رفع کا ہے کہ بندہ کے نزدیک مرجّح ہے جیسا کہ قدماء حنفیہ نے فرمایا ہے ۔ اور طعن بندہ کے نزدیک دونوں پر روا نہیں کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور احادیث دونوں طرف موجود ہیں اور عمل صحابہ بھی اور قوت وضعف مختلف ہوتے ہیں بالآخر دونوں معمول بہا ہیں'' (۲۷) ۔

اسی طرح آمین بالجہر اور قرأت خلف الامام کے بارے میں فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:'' آمین بالجہر ، قرأت خلف الامام اور رفع یدین یہ امور سب خلاف بین الائمہ ہیں اور اگر کوئی شخص ہوائے نفسانی اور ضد سے خالی ہو اور محض محبت وسنت کی وجہ سے یہ امور کرتا ہو تو اس پر کوئی طعن وتشنیع اور الزام دہی درست نہیں ہے اور اگر محض حنفیہ کی ضد میں ایسا کریں تو سخت گنہگار ہیں'' (۲۸) ۔ ☆ دوسری جگہ اسی طرح کا فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مذاہب سب حق ہیں مذہب شافعی پر عند الضرورت عمل کرنا کچھ اندیشہ نہیں مگر نفسانیت اور لذّت سے نہ ہو عذر یا حجتِ شرعیہ سے ہووے کچھ حرج نہیں ہے سب مذاہب کو حق جانے کسی پر طعن نہ کرے سب کو اپنا امام جانے'' (۲۹)

۸- مولانا گنگوہی اگر کسی مسئلہ کے بارے میں خود مطمئن نہ ہوں تو فتویٰ دیتے وقت اس کا اظہار کر دیتے ہیں ۔ جیسا کہ ہندوستان کے دارالحرب ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

''ہندوستان کے دارالحرب ہونے کے بارے میں اختلافِ علماء ہے بظاہر تحقیق حال بندہ کو نہیں ہوئی ۔حسب اپنی تحقیق سب نے فرمایا ہے اور اصل مسئلہ میں کسی کو خلاف نہیں اور بندہ کو بھی خوب تحقیق نہیں ہے'' (۳۰) ۔

آپ سے پوچھا گیا کہ جگری اور جھینگوں کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ ،فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:'' جھینگا خشکی کا حشرات میں سے ہے حرام ہے ...اور جگری کو بندہ نہیں جانتا کہ کیا شے ہے'' (۳۱)۔اس مجموعہ میں ایسے

فتاویٰ بھی بکثرت ملتے ہیں جن پر گنگوہی صاحب کے علاوہ دیگر متعدد مفتیوں کی تصدیقات موجود ہیں (۳۲)۔
۹-اس مجموعہ میں اس دور کے تقریباً تمام جدید (پیش آمدہ) اور علاقائی مسائل کے بارے میں فتاویٰ موجود ہیں۔
اس قسم کے مسائل پر مشتمل فتاویٰ کے مجموعوں کے مطالعہ سے قاری کو دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔
ایک تو یہ کہ اس دور کے جدید (پیش آمدہ) اور علاقائی مسائل کی نوعیت معلوم ہو جاتی ہے۔
اور دوسرے یہ کہ اس سے مفتی کے تبحر علمی اور وسعت نظر کا آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔
۱۰-اس مجموعہ میں شامل چند جدید (پیش آمدہ) اور علاقائی مسائل کے عنوانات کچھ اِس طرح ہیں (۳۳):
نوٹ پر زکوٰۃ کا حکم۔ ہندوستان کی زمین عشری اور خراجی ہونے کے لحاظ سے احکام۔ چاند کی شہادت شرعی حیثیت۔نوٹ کی خرید وفروخت کا شرعی حکم۔کتب کے حقِ تصنیف کی بیع۔منی آرڈر کی شرعی حیثیت ۔ بینک میں حفاظت کی غرض سے رقم جمع کرانے کا حکم۔ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟۔مساجد میں مٹی کے تیل کے استعمال کا حکم۔ دلالی اور کمیشن کی شرعی حیثیت ۔ وکالت کے پیشہ کی شرعی حیثیت۔انگریزی زبان سیکھنے کے احکام۔ انگریزی دواؤں کے استعمال کا حکم۔ولایتی قند (چینی) کے احکام۔
۱۱-اس مجموعہ میں شامل وہ چند مسائل جن کے جوابات مدلل ومفصل دیئے گئے ہیں (۳۴)۔
مسئلہ تقلید واجتہاد کی وضاحت۔معجزہ کی حقیقت ۔مروّجہ محافل میلاد کی شرعی حیثیت۔حرفِ ضاد کی تحقیق ۔قرآنِ کریم کے مواضع اوقاف کا تعین۔رکعات تراویح کی تحقیق۔جمعہ فی القریٰ کی تحقیق۔

۲-فتاویٰ مظاہر علوم المعروف بہ فتاویٰ خلیلیہ :از خلیل احمد بن مجید علی (۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء-۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد، چار سو بہتر (۴۷۲) صفحات اور ایک سوستر (۱۷۰) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔سید محمد خالد نے ان فتاویٰ کی جمع وترتیب اور تبویب کے فرائض انجام دیئے، مکتبۃ الشیخ بہادرآباد کراچی سے ۱۹۸۳ء میں شائع کیا گیا۔مولانا خلیل احمدؒ بن مجید علیؒ نانوتہ، ضلع سہارنپور میں دسمبر،۱۸۵۲ء میں پیدا ہوئے (۳۵) ان کا آبائی وطن یوپی ضلع سہارنپور کا ایک قصبہ انبیٹھ ہے(۳۶) پانچ سال کی عمر میں اپنے نانا مولانا مملوک علیؒ سے تبرکاً بسم اللہؒ پڑھ کر اپنی تعلیم کا آغاز کیا۔ابتدائی تعلیم اپنے چچا مولانا انصار علیؒ سے ریاست گوالیار میں حاصل کی۔

۱۵،محرم ،۱۲۸۳ھ/۳۰،مئی ۱۹۶۶ء کو جب دارالعلوم دیوبند قائم ہوا تو ابتدائی کتابیں دارالعلوم دیوبند میں پڑھیں پھر سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم (رجب،۱۲۸۳ھ/نومبر،۱۹۶۶ء) کے قیام کے بعد دارالعلوم دیوبند سے حصول تعلیم کے لئے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور آگئے اور انیس (۱۹) سال کی عمر میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے درس نظامی کی تکمیل کی۔تحصیل علم کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا اس کے علاوہ

دیوبند، بریلی، بہاولپور، بھوپال اور سکندر آباد میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔مولانا خلیل احمد کی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں تدریسی خدمات تقریباً تیس (۳۰) سال پر محیط ہیں۔شوال ،۱۳۴۴ھ/اپریل ،۱۹۲۶ء میں ہجرت کی نیت سے مدینہ منورہ چلے گئے مدینہ منورہ میں بھی درس حدیث کا سلسلہ آخر عمر تک جاری رہا (۳۷)۔''بذلُ المَجهود فِی حلِّ أبی داوٗد ''ان کی اہم ترین تصنیف ہے(۳۸)،ان کی وفات (۱۵، ربیع الاول، ۱۳۴۶ھ/۱۱، اکتوبر، ۱۹۲۷ء) مدینہ منورہ میں اور تدفین جنت البقیع میں ہوئی (۳۹)۔

امتیازی وانفرادی خصوصیات:

۱- اس مجموعہ میں عقائد، سنت و بدعت، طہارۃ ،صلوٰۃ ، زکوٰۃ ،صوم ، حج، نکاح وطلاق ، حدود وتعزیر، خرید وفروخت اور حظر واباحت سے متعلق فتاویٰ ہیں۔اور چالیس صفحات پر محیط مولانا محمد شاہد سہارنپوری کا مقدمہ وتعارف بھی موجود ہے۔

۲- فتاویٰ مختصر اور مدلل ہوتے ہیں دلائل میں قرآن و حدیث اور فقہ وفتاویٰ کی کتابوں سے صرف اتنی عبارت نقل کرتے ہیں جس کا تعلق براہ راست جواب سے ہوتا ہے حوالہ جات مکمل درج کرتے ہیں۔

۳-اگر سائل مفصل جواب کا متمنی ہوتو اسوقت مفصل و مدلل جواب دیتے ہیں ۔

۴- اس مجموعہ میں شامل اکثر فتاویٰ کا تعلق فقہی وعلمی مباحث سے ہے اور اسطرح کے مدلل ومفصل سوالات اہل علم کی طرف سے کئے گئے ہیں جن کا جواب بھی اہل علم کی فہم کے مطابق مفصل ومدلل دیا گیا ہے۔

۵- ایسے فتاویٰ بھی موجود ہیں جو کہ اولاً دوسرے مفتیوں نے دیئے تھے اور پھر تصدیق کے لئے ان کے پاس آئے اگر وہ فتاویٰ ان کے نزدیک بھی صحیح ہیں تو انکی تصدیق کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تائید میں مزید دلائل بھی نقل کر دیتے ہیں۔اور اگر ان فتاویٰ سے اختلاف ہے تو وجہ اختلاف مدلل نقل کر دیتے ہیں۔اور اس طرح کے فتاویٰ میں جواب درجواب کے عنوان سے طویل مگر خالص علمی فنی مباحث کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

۶- فتوی دیتے وقت مفید فقہی قواعد اور جزئیات کو ذکر کرتے ہیں جس سے فقہ وافتاء کے طلباء کو استخراج مسائل میں رہنمائی مل سکتی ہے۔اس مجموعہ کا تقریباً نصف کے قریب حصہ اسی طرح کے مسائل پر مشتمل ہے(۴۰)۔

۷- بعض مسائل ایسے بھی ہیں جن کے بارے میں مولانا خلیل احمد کے علاوہ چار سے پانچ تک دیگر مفتیوں کے فتاویٰ (۴۱) اور تصدیقات موجود ہیں (۴۲)۔

۸- اس مجموعہ میں اکثر حوالہ جات قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے علاوہ عینی شرح بخاری، فتح الباری، مرقاۃ المفاتیح ، ہدایہ، کفایہ علی الہدایہ، البدائع الصنائع ، درمختار، شامی ،کنز الدقائق ، البحر الرائق، فتاویٰ عالمگیری کے ملتے

ہیں۔اس مجموعہ میں درج ذیل جدید اور علاقائی مسائل موجود ہیں(۴۳):
خنزیر کی چربی سے بنے ہوئے صابن کے استعمال کا حکم؟۔نوٹ سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا مسئلہ؟۔دوشکم پیوستہ لڑکیوں کے نکاح کا حکم؟۔بینک کے لئے مکان کرایہ پر دینے کا مسئلہ؟۔حکم ذبیحہ روافض؟۔کیا قربانی واجبہ چھوڑ کر اس کی قیمت مجروحین ترک کو دینے سے قربانی ادا ہو جائے گی؟تحقیق مسئلہ حلّت غراب؟۔حکمِ ہجرت از ہندوستان؟رسالۃ **اَلْمُهَنَّد عَلَى الْمُفَنَّد**۔

۳-عزیز الفتاویٰ:ازمفتی عزیزالرحمٰن بن فضل الرحمٰن (۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء-۱۳۴۷/۱۹۲۸ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد،سات سوستانوے(۷۹۷)صفحات اور چودہ سو پچھتر(۱۴۷۵)فتاویٰ پر مشتمل ہے۔نئی ترتیب اور جدید اضافوں کے ساتھ دارالاشاعت کراچی سے ۱۹۷۶ء میں شائع کیا گیا۔

مفتی عزیزالرحمٰنؒ بن فضل الرحمٰن عثمانی ۱۸۵۹ء میں ہندوستان کے معروف شہر دیوبند میں پیدا ہوئے(۴۴)ان کی نشو ونما دیوبند اور تعلیم وتربیت دارالعلوم دیوبند میں ہوئی ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء کو دارالعلوم دیوبند سے سندِ فراغت حاصل کی(۴۵)۔فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند میں تدریس شروع کی۔اس کے بعد''مدرسہ عالیہ رام پور''چلے گئے جہاں ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء تک درس وتدریس اور افتاء کے شعبہ سے وابستہ رہے(۴۶)پھر دارالعلوم دیوبند کے مطالبے پر واپس دیوبند آگئے جہاں نائب مہتمم اور درس وتدریس کے ساتھ ساتھ دارالعلوم دیوبند کے پہلے باضابطہ مفتی مقرر ہوئے(۴۷)۔اس عظیم منصب پر اِن کا تقرر دارالعلوم دیوبند کے سرپرست مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے کیا تھا۔مفتی عزیزالرحمٰن نے بحیثیت صدر مفتی دیوبند میں (۱۳۱۰ھ/۱۸۹۳ء-رجب ۱۳۴۶ھ/دسمبر۱۹۲۷ء) تقریباً چھتیس(۳۶)سال تک خدمات انجام دیں(۴۸)۔

مفتی عزیزالرحمٰن صاحب نے ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۸ء میں سفرحج کے دوران مکہ مکرمہ میں حاجی امداداللہ مہاجر مکی سے استفادہ کیا اور ان کے مجازِ بیعت ہوئے(۴۹)۔ان کی کوئی مستقل تصنیف تو نہیں ہے البتہ تفسیرِ جلالین کا اردو ترجمہ،رسالہ''میزان البلاغہ''پر حاشیہ،اور''فتاویٰ دارالعلوم دیوبند''اِن کی علمی یادگار ہیں(۵۰)۔اِن کی وفات بروز بدھ ۱۷،جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ/۳،اکتوبر،۱۹۲۸ء کو دیوبند میں ہوئی اور دارالعلوم دیوبند کے قاسمی قبرستان میں اِن کی تدفین عمل میں آئی(۵۱)۔

اہم امتیازات وخصوصیات:

۱-اس مجموعہ میں وہ فتاویٰ شامل کئے گئے ہیں جو مفتی عزیز الرحمٰنؒ نے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء-۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء کے دوران جاری کئے(۵۲)اور ان فتوؤں کو پہلی مرتبہ ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء میں

مفتی محمد شفیعؒ نے عزیز الفتاویٰ کے نام سے دارالاشاعت دیوبند سے شائع کرایا تھا مگر اس وقت مسائل کی ترتیب فقہی ابواب وفصول کے تحت نہ تھی جس کی وجہ سے مسئلہ نکالنا دشوار تھا۔ دوسری دفعہ ترتیب وتبویب اور بہت سی اصلاحات کے بعد ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء میں کراچی سے شائع کرایا گیا تھا (۵۳)۔اس مجموعہ کو تیسری بار ترتیب وتبویب جدید، نئی اصلاحات، ترامیم واضافہ جات اور گیارہ اضافی خصوصیات کے ساتھ (۵۴)۱۹۷۶ء میں شائع کیا گیا (۵۵)۔

☆- ترتیب وتبویب جدید کے باوجود حوالہ جات ہنوز مجمل و نامکمل ہیں قرآنی آیات اور احادیث کا حوالہ دیتے وقت صرف اتنا لکھنے پر اکتفا کیا گیا کہ قرآن یا حدیث میں آتا ہے اسی طرح دیگر حوالہ جات میں بھی صرف کتاب کا نام لکھا گیا ہے۔

-اس مجموعہ میں مفتی عزیزالرحمٰنؒ کے اکثر و بیشتر وہی فتاویٰ ہیں جو کہ ’’فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل مکمل‘‘ کے نام (۵۶) سے بارہ ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں جن کا تعارف آئندہ صفحات میں پیش کیا گیا ہے۔

-چونکہ ’’فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلل مکمل‘‘ کی اب تک صرف بارہ جلدیں ہی طبع ہو کر منظر عام پر آئی ہیں اس لئے چند اہم عنوانات (عقائد، سنت و بدعت، فرق باطلہ، تفسیر، حدیث، تصوّف وسلوک، بیوع، حظر و اباحت وغیرہ) کے متعلق دیئے گئے فتاویٰ کا ذکر اس میں نہیں ملتا جبکہ ’’عزیز الفتاویٰ‘‘ میں تقریباً تمام ہی اہم عنوانات وموضوعات کے متعلق فتاویٰ موجود ہیں۔

۴- فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل و مدلل: از مفتی عزیزالرحمٰن بن فضل الرحمٰن (۱۸۵۹ء-۱۹۲۸ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ بارہ (۱۲) جلدوں، چار ہزار نو سو اٹھاون (۴۹۵۸) صفحات اور آٹھ ہزار چار سو چوراسی (۸۴۸۴) فتاویٰ پر مشتمل ہے (۵۷)۔ اس مجموعہ کی جمع وترتیب، تبویبِ ابواب، حواشی اور حوالہ جات کی تکمیل کا کام مفتی ظفیر الدین نے انجام دیا۔ دارالاشاعت کراچی، پاکستان سے پہلی بار ۱۹۸۶ء میں شائع کیا گیا۔

امتیازی وانفرادی خصوصیات:

۱- فتاویٰ کا یہ مجموعہ تاحال نامکمل ہے کیونکہ موجودہ گیارہ (۱۱) مطبوعہ جلدوں میں صرف صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج، نکاح وطلاق وغیرہ سے متعلق فتاویٰ ہیں۔ اور جلد نمبر بارہ میں ایمان (یعنی قسموں) حدود وقصاص، جزیہ، اور مرتدین سے متعلق مسائل کا ذکر ہے۔ جبکہ کئی اہم موضوعات (مثلاً عقائد، سُنّت و بدعت، حظر و اباحت اور بیوع وغیرہ) سے متعلق فتاویٰ کا ذکر اس میں نہیں ہے۔

۲- اس مجموعہ کی ترتیب وتبویب وغیرہ کا موجودہ کام مفتی ظفیر احمد نے تقریباً چھبیس (۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷ء -۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء) سال میں کیا ہے (۵۸)۔

۳- دارالعلوم دیوبند کے فتاویٰ کے مطبوعہ مجموعوں میں سے یہ پہلا ضخیم مطبوعہ مجموعہ ہے۔اور یہی وجہ ہے کے اکثر مفتیوں کے فتاویٰ کے مجموعے ان کے ناموں سے منسوب ہیں جبکہ یہ مجموعہ مفتی عزیز الرحمٰن کے نام یا وطن کی طرف منسوب نہیں بلکہ اس کو''فتاویٰ دارالعلوم دیوبند'' کے نام سے منسوب کر کے شائع کیا گیا ہے۔

۴- بعض دفعہ ایک ہی جیسے سوالات کے جوابات دوطرح کے ملتے ہیں ایک جواب مختصر اور دوسرا مفصل و مدلل ہوتا ہے۔کیوں کہ مفتی صاحب سائلین کی استعداد کو ملحوظ رکھتے ہوئے جواب دیا کرتے تھے عوام کو مختصر اور علماء کو طویل جواب دیا جاتا (۵۹)۔ان کے فتاویٰ میں عوام کی سہولت کو مدنظر رکھا گیا ہے اور فتویٰ دیتے وقت ایسی صورت مسئلہ بتانے سے اجتناب کیا گیا ہے جس پر عمل کرنے سے عوام کے لئے مشکلات پیدا ہوسکتی ہوں۔

☆ مثلاً کنواں اگر ناپاک ہو جائے تو اس کو پاک کرنے کے بارے میں تین سوڈول (۳۰۰) نکالنے والی صورت کے مطابق فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:''ہمارے حضراتِ اکابر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب وحضرت مولانا شیخ الہند قدس سرہما وغیرہما کا اس پر اتفاق ہے کہ دوسو سے تین سو تک ڈول نکالنے سے پانی چاہ کا پاک ہوجاتا ہے اور بوجہ سہولت اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور یہاں ہمیشہ اسی پر عمل درآمد رہا ہے اور اب بھی ہے'' (۶۰)۔اسی طرح جن فیکٹریوں اور کارخانوں میں عام داخلہ کی اجازت نہیں ہوتی جمعہ کی نماز کے جواز کا فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:''ان کارخانوں میں جمعہ درست ہے اور کارخانہ والوں کو اذن ہونا کافی ہے'' (۶۱)۔

۶- فتاویٰ کی زبان آسان اور عام فہم ہے جس سے ایک عام قاری بھی استفادہ کرسکتا ہے۔مولانا ظفیر احمد نے نہ صرف اس مجموعہ کی ترتیب وتبویب کا کام انجام دیا بلکہ مفید حواشی اور حوالہ جات کا مکمل اندراج کر دیا جس سے اہل علم اور فقہ وافتاء کے طلباء اصل ماخذ تک بآسانی رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

۷- حوالہ جات قرآن وحدیث کے علاوہ زیادہ تر دُرّ المختار، ردّالمحتار، فتاویٰ عالمگیری، ہدایہ اور بحر الرائق سے نقل کیے گئے ہیں۔مرتب نے ان مجمل حوالوں کی تکمیل کر دی البتہ احادیث کے حوالوں کے لئے مرتب نے زیادہ تر انحصار مشکوٰۃ المصابیح اور اس کی شرح مرقاۃ المفاتیح پر کیا ہے۔

۸- اس مجموعہ کی امتیازی اور منفرد خصوصیت یہ ہے کہ عمومی نوعیت کے مسائل جن کا تعلق روزمرہ زندگی سے ہے مثلاً طہارۃ ،صلوٰۃ ، زکوٰۃ ،صوم ، حج اور نکاح وطلاق وغیرہ کے بارے میں تقریباً چھ ہزار سات سو (۶۷۰۰) فتاویٰ موجود ہیں (یعنی جلد اوّل سے چھ تک عبادات اور جلد نمبر (۷-۱۱) سات سے گیارہ تک نکاح وطلاق کے بارے میں فتاویٰ ہیں)۔چودھویں صدی میں مرتب ہونے والی کتبِ فتاویٰ میں فتاویٰ کی اتنی بڑی تعداد کسی اور مجموعہ میں نہیں ملتی۔

۹- چند جدید اور اہم مسائل جن کے بارے میں تفصیلی وتحقیقی فتاویٰ دیے گئے (۶۲):

☆ مروّجہ جرابوں اور انگریزی بوٹوں پر مسح کا حکم ۔☆ شراب ملی انگریزی ادویہ کے استعمال کا حکم ۔کیا ٹنکچر (Tincture) ایک جراثیم کُش دوا ہے) کے استعمال کا حکم؟ جدید مشینوں پر بنے ہوئے کپڑوں کے استعمال کی تحقیق ۔لنڈا بازار کے اونی کپڑوں وغیرہ کو پہن کر نماز پڑھنے کا مسئلہ ۔قطبِ شمال اور قطبِ جنوب نماز اور روزوں کے اوقات کی تعیین کیسے ہوگی؟ اذان و اقامت میں بوقتِ شہادتین انگوٹھے چومنا؟ اذان سے قبل مروّجہ صلوٰۃ وسلام کی شرعی حیثیت ۔کوٹ پتلون پہن کر نماز پڑھنے کا حکم ۔ریل گاڑی میں فرض نماز ادا کرنے کا حکم ۔رفع یدین ،قرأت خلف الامام اور آمین بالجہر کی بحث ۔جہاز ،ٹرین وغیرہ کے ڈرائیوروں ، ملازمین اور گھوم پھر کر تجارت کرنے والوں کی نماز قصر کا حکم ۔چھوٹے دیہات میں نماز جمعہ ادا کرنے اور جمعہ کا خطبہ علاقائی زبان میں پڑھنے کا حکم ۔ کاغذی نوٹوں اور کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ کے احکام؟ طرابلس اور ترک کے مصیبت زدہ کو چرم قربانی کی رقم بھیجنے کا حکم ۔قربانی ترک کر کے اس کی رقم بلقانی مسلمانوں کو دینا درست نہیں ۔پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ اور اس رقم پر ملنے والے سود کا اطلاق نہیں ہوتا ۔رویت ہلال اور اختلاف مطالع کے احکام ☆ روزہ کی حالت میں انجکشن لگوانے کا حکم؟

۵-امداد الفتاویٰ : از اشرف علی بن عبدالحق تھانوی (۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء-۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ چھ جلدوں ، تین ہزار چار سو انتالیس (۳۴۳۹) صفحات اور تین ہزار چار سو اڑتالیس (۳۴۴۸) فتاویٰ پر مشتمل ہے ۔۱۹۸۵ء میں مکتبہ دارالعلوم کراچی سے شائع کیا گیا ۔مولانا اشرف علی تھانویؒ کے فتاویٰ پہلی بار ''فتاویٰ اشرفیہ'' کے نام سے شائع کئے گئے ،لیکن بعد میں آپ نے بذات خود ان کو ترتیب وتبویبِ جدید کے ساتھ ''امدادالفتاویٰ'' کے نام سے شائع کرانا شروع کیا تھا ،ابھی اس مجموعہ کی چار جلدیں ہی مکمل ہوئی تھیں کہ آپ کی وفات ہوگئی (۶۳) ۔بقیہ دو جلدوں کو مفتی محمد شفیعؒ نے مرتب کیا (۶۴) ۔

مولانا اشرف علی بن عبدالحق تھانویؒ کی پیدائش (۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء) تھانہ بھون (انڈیا) میں ہوئی (۶۵) ابتدائی تعلیم مولانا فتح محمد سے حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوگئے اور ۱۸۸۲ء میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی (۶۶) ،ان کے اساتذہ میں مولانا محمد یعقوب نانوتوی ، مولانا محمد قاسم نانوتوی ، مولانا محمود الحسن شامل ہیں (۶۷) ۔مولانا تھانوی نے تدریسی و تصنیفی زندگی کا آغاز ''مدرسہ فیض عام کانپور'' سے بحیثیت صدر مدرس کیا جہاں چودہ سال خدمات انجام دینے کے بعد تھانہ بھون واپس آ گئے یہاں سینتالیس (۴۷) سال تک تصنیف وتالیف اور افتاء کی خدمات انجام دیں (۶۸) ان کا شمار کثیر التصانیف مصنفین میں ہوتا ہے ۔

مولانا عبدالحی حسنیؒ نے مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصانیف کی تعداد آٹھ سو (۸۰۰) لکھی ہے (۶۹) جبکہ اکبر شاہ بخاری یہ تعداد پندرہ سو (۱۵۰۰) بتاتے ہیں (۷۰) ۔آپ کی تصانیف کے بارے میں مفتی محمد شفیع صاحب

رقمطراز ہیں:

'' پھر تصانیف کے وسیع وعریض دائرے میں علوم اسلامیہ میں کوئی علم وفن نہیں چھوٹا جس میں آپ کی تصانیف نہ ہوں۔ خصوصاً تفسیر قرآن، تصوف اور فقہ آپ کے مخصوص فن تھے جن میں آپکی اکثر تصانیف دائر ہیں۔ ان تینوں فنون میں آپ کے مجدّ دانہ مآثر میں مقبولیت عامہ اور توفیق ایزدی اور قبول الٰہی کے آثار مشاہد ہوتے ہیں'' (۷۱)۔

مولانا تھانوی کی وفات (۱۶، رجب،۱۳۶۲ھ/۲۰، جولائی،۱۹۴۳ء) تھانہ بھون میں ہوئی (۷۲)۔

امتیازی اور منفرد خصوصیت:

۱- اس مجموعہ کی امتیازی اور منفرد خصوصیت یہ ہے کہ یہ دیوبندی مکتبِ فکر کا پہلا مدلل ومفصل اور ضخیم مجموعہ ہے۔ اس مجموعہ میں عقائد، عبادات اور معاملات وغیرہ جملہ مسائل زندگی کے بارے میں تفصیلی رہنمائی ملتی ہے۔

۲- اس مجموعہ کا نام اور ترتیب وتبویب کے فرائض خود مولانا تھانویؒ نے انجام دیے۔

۳- اس مجموعہ میں شامل فتاویٰ اس صدی کا ایک مخصوص مجددانہ کارنامہ ہیں جس سے اس زمانے کے عوام ہی نہیں بلکہ علماء اور اربابِ فتویٰ بھی بے نیاز نہیں ہوسکتے۔

۴- اس مجموعہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں جدید مسائل کی تعداد دیگر فتاویٰ کے مجموعوں کی بہ نسبت زیادہ ہے۔

۵- نئی ایجادات اور حالات حاضرہ سے متعلق جدید مسائل کے بارے میں مسئلہ کے ہر پہلو پر گہری نظر، مکمل تحقیق اور عوام کی سہولت کو سامنے رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایسے اہم اور جدید مسائل کو مولانا اشرف علی تھانویؒ نے'' حوادث الفتاویٰ'' اور'' ترجیح الراجح'' کے عنوان سے'' امداد الفتاویٰ'' میں شامل کردیا ہے (۷۳)۔

۶- ہر فتویٰ کے آخر میں تاریخ افتاء درج ہے جس سے بآسانی معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ مسئلہ کس دور میں پیش آیا اور اس طرح کے سوالات پوچھنے کی کیا ممکنہ وجوہات ہوسکتی ہیں۔

۷- اگر کسی مسئلہ میں کوئی صریح جزئی نہ ملتی تو فتویٰ تحریر کرنے کے بعد تنبیہ کردیتے ہیں کہ یہ جواب قواعد و اصول سے لکھا گیا ہے کوئی صریح جزئیہ نہیں ملا لہذا دوسرے اہل علم سے مراجعت کریں (۷۴)۔

۸- اسی طرح کسی جدید اور اختلافی مسئلہ کے بارے میں جب کوئی واضح اور غیر مبہم صورت سامنے نہ آئے تو فتویٰ دیتے وقت دوسرے علماء سے رجوع کرنے کا مشورہ بھی دیتے ہیں:-

☆'' پراویڈنٹ فنڈ'' کی رقم پر زکوٰۃ سے متعلق فتویٰ کے آخر میں'' تنبیہ'' کے عنوان سے لکھتے ہیں:

''روایات فقہیہ کو دیکھنے اور غور کرنے سے احقر کو یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ فنڈ کی رقم پر ایام ماضیہ کی زکوٰۃ واجب نہیں احتیاطًا دوسرے علماء سے بھی تحقیق کر لینا مناسب ہے''(۷۵)۔

☆اسی طرح ہوائی جہاز پر دوران پرواز نماز ادا کرنے کے جواز کا فتویٰ دینے کے بعد لکھتے ہیں:

''تنبیہ! یہ جواب قواعد سے لکھا گیا ہے علماء سے اُمید ہے اگر یہ جواب صحیح نہ ہو تو براہ نصح دین احقر مجیب کو مطلع فرماویں۔ سمجھنے کے بعد اپنے جواب سے رجوع کر کے شائع کردوں گا''(۷۶)۔

۹- اگر دلائل سے واضح ہوجائے کہ اُن کی تحقیق درست نہیں تو اپنے پہلے دیے ہوئے فتوے سے صراحۃً رجوع کر کے تنبیہ بھی کر دیتے ہیں نیز رجوع کردہ فتوے کو بھی اس نقطہ نظر سے برقرار رکھتے ہیں تاکہ اہل علم دونوں کی بنیادوں پر غور کر کے کسی ایک کو ترجیح دے سکیں۔ مثلاً ۱۳۳۱ھ کو ایک فتویٰ دیا کہ:

''تراویح قرآن سنانے کے لئے اگر کوئی مفت سنانے والا حافظ نہ ملے تو سننے والے مضطر کے حکم میں ہیں اس لئے سننے والوں کو مضطر سمجھا جاوے گا اور شرعی قاعدہ ہے کہ اضطرار جالبِ تیسیر ہے اس لئے اگر ممکن ہو تو اُن سننے والوں کے حق میں اس فعل کی کچھ تاویل کرنا مناسب ہے اور یہاں یہ تاویل ممکن ہے کہ اس اُجرت کو خواہ مشروط ہو یا معروف ہو کہ وہ بھی حکم میں مشروط میں ہے بمقابلہ امامت کے کہا جاوے گا جس کو متاخرین نے جائز رکھا ہے اور چونکہ ختم سُنانے والا مضطر نہیں ہے اُس کے حق میں اس تاویل کا اعتبار نہ کیا جاوے گا پس اُس کے حق میں یہ اُجرت بحالہا نادرست رہے گی''(۷۷)۔

ایک سال بعد ۱۳۳۲ھ میں علی الاعلان ممنوع ہونے کا فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''چونکہ یہ فتویٰ بعد کا ہے مجیب کے نزدیک عمل کے لئے یہی متعین ہے باقی فتویٰ سابق کا نقل کر دیا اس خیال سے کہ دوسرے اہل علم بھی دونوں جوابوں کی بِناؤں پر غور فرمالیں اور جو راجح ہو اُس پر فتویٰ دیں ممکن ہے کہ مجیب احقر کی نظر قاصر رہی ہو''(۷۸)۔

۱۰۔ آپ کی افتاء کے حوالے سے عظیم ملّی خدمت جس کی مثال فتاویٰ کے دیگر معاصر مجموعوں میں نہیں ملتی۔ آپ نے ضرورت شدیدہ کی بنا پر حنفی مذہب کے بجائے دوسرے مذاہب کی تحقیق کر کے ان کے مطابق فتوے دیے ہیں، چنانچہ ہندوستان میں شرعی قاضی وغیرہ کے نہ ہونے کے سبب نکاح وطلاق کے مسائل میں شوہروں کے مظالم اور عورتوں کے مسائل کی کثرت ہوئی یہاں تک کے پنجاب میں مسلم عورتوں کے ارتداد کی شہرت ہوئی۔ تو انہوں نے مذاہبِ اربعہ کی تحقیق کر کے مالکیہ کے مذہب کے مطابق فتویٰ صادر کیا اور پھر اس موضوع پر اپنے معتمد اہل علم

حضرات کے ذریعہ ''الحیلة الناجزہ للحلیة العاجزہ'' کے نام سے مستقل تصنیف کرائی (۷۹)۔

۱۱- آپ فتویٰ دیتے وقت شروع میں فتویٰ کا خلاصہ ذکر کر دیتے ہیں پھر اس کے بعد دلائل دے کر تفصیلی جواب دیتے ہیں (۸۰)۔بعض دفعہ فتویٰ دیتے وقت دلائل اور فقہ کی کتابوں سے عبارات پہلے نقل کر دیتے ہیں اس کے بعد خلاصۃ الجواب ذکر کرتے ہیں (۸۱)۔اور بعض دفعہ فتویٰ میں کسی قدیم فتاویٰ کے مجموعے سے جواب سے متعلق صرف عربی عبارات نقل کر دیتے ہیں اور اپنی طرف سے کسی رائے کا اظہار نہیں کرتے (۸۲)۔

۱۲- اور اگر سائل نے اپنے سوال میں کوئی عقلی اعتراض پیش کیا تو جواب دیتے وقت دلائل نقلیہ کے ساتھ ساتھ دلائل عقلیہ بھی دیتے ہیں (۸۳)۔

۱۳- اس مجموعہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ دیگر مفتیوں نے جہاں کہیں مولانا اشرف علی تھانویؒ کے فتویٰ کے برعکس فتویٰ دیا ہے اور اس فتویٰ کو راجح قرار دے کر اُمت کو اس پر عمل کرنے کا مشورہ دیا ہے۔(اگرچہ اس طرح کے فتاویٰ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی وفات کے بعد کے ہیں) اس طرح کے فتاویٰ کے بارے میں مفتی محمد شفیع یا مفتی محمد تقی عثمانی کی تحقیق اس مجموعہ میں حاشیہ یا ضمیمہ کے طور پر موجود ہے (۸۴)۔

۱۴- اس مجموعہ کی ایک منفرد خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں کافی تعداد میں مفصل و مدلل فتاویٰ موجود ہیں، جو تحقیقی مقالہ جات کی حیثیت رکھتے ہیں، (۸۵)۔

۶-کفایت المفتی: از کفایت اللہؒ بن عنایت اللہؒ (۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء-۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ نو (۹) جلدوں تین ہزار چار سو ستر (۳۴۷۰) صفحات اور چار ہزار پانچ سو دو (۴۵۰۲) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔اس مجموعہ کی جمع و ترتیب کا کام مفتی کفایت اللہ کے بیٹے حفیظ الرحمٰن واصف نے انجام دیا۔مکتبہ امدادیہ ملتان سے شائع کیا گیا۔مفتی کفایت اللہ بن عنایت اللہ شاہجہانپور (۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حافظ برکت اللہ اور ''مدرسہ اعزازیہ'' سے حاصل کرنے کے بعد ۱۸۹۴ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور بائیس (۲۲) سال کی عمر میں (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی (۸۶)۔

تحصیل علم کے بعد ''مدرسہ عین العلم'' شاہجہانپور سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا، ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں ''مدرسہ امینیہ دہلی'' میں بحیثیت صدر مدرس اور ناظم مدرسہ ان کی تقرری ہوئی۔مفتی صاحب ''جمعیہ علماء ہند'' کے بانی تھے اور بیس سال تک ''جمعیہ علماء ہند'' کے صدر بھی رہے۔انگریز حکومت کے خلاف تحریک چلانے کے جرم میں دو دفعہ جیل میں رہے۔ان کے حالات زندگی، تصنیفی اور ملی خدمات کی تفصیل دیکھئے (۸۷)۔مفتی صاحبؒ کی وفات (۱۳، ربیع الثانی ۱۳۷۲ھ/۲۱، دسمبر ۱۹۵۲ء) دہلی میں ہوئی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ کے قریب

تدفین عمل میں لائی گئی (۸۸)۔

منفرد اور امتیازی خصوصیات:

۱- فتاویٰ کا یہ ایک مکمل مجموعہ ہے اس لئے کہ اس میں زندگی کے تقریباً ہر شعبہ (عقائد، عبادات اور معلات) سے متعلق مفصل و مدلل فتاویٰ موجود ہیں۔اس مجموعہ میں مفتی صاحب کے تین قسم کے فتاویٰ کو جمع کیا گیا ہے: فتاویٰ کے رجسٹروں، اخبار''الجمعیۃ'' اور مفتی صاحب کی ذاتی ڈائریوں اور مختلف مطبوعہ کتابوں میں سے لئے گئے ہیں (۸۹)۔اور ہر جلد کے شروع میں مرتب نے فتاویٰ کی تعداد کے ساتھ ساتھ اس امر کی بھی وضاحت کردی ہے کہ اس جلد میں شامل فتاویٰ کہاں کہاں سے اخذ کئے گئے ہیں۔

۲- فتویٰ نویسی پر ان کے اساتذہ کو بھی اعتماد تھا چنانچہ جب انگریز حکومت کے خلاف ہندوستان میں''ترک موالات'' تحریک شروع ہوئی تو اس وقت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ سے فتویٰ طلب کیا، تو شیخ الہند نے اس مسئلہ کے بارے میں فتویٰ دینے کے لئے جن علماء کے نام تجویز کئے تھے ان میں مفتی کفایت اللہ کا نام سرفہرست تھا(۹۰)۔

۳- ان کے فتاویٰ کی ایک اہم، منفرد اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا فتویٰ مختصر مگر مدلل اور استفتاء کی عبارت کے عین مطابق ہوتا ہے، اور فتویٰ کی عبارت اکثر مفتیوں کے فتاویٰ کی طرح زیادہ پیچیدہ اور طویل نہیں ہوتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کا فتویٰ نویسی کا انداز نہ صرف عوام میں مقبول ہوا بلکہ بعض مسلم ریاستیں اور سرکاری عدالتیں مسلمانوں کے مذہبی امور خصوصاً نکاح وطلاق کے معاملات میں فتویٰ کے لئے ان سے رجوع کرتی تھیں۔(۹۱)۔

۴- مفتی کفایت اللہ کی فتویٰ نویسی کی شہرت کا یہ عالم تھا کہ نہ صرف ہندوستان کے گوشے گوشے سے ان کے پاس استفتاء آتے تھے بلکہ بیرون ممالک سے بھی لوگ اپنے مسائل کا شرعی حل دریافت کرنے کے لئے ان سے رجوع کرتے تھے (۹۲)۔ اس کے علاوہ اس مجموعہ میں مستفتی کا نام، تاریخ اور جگہ کے بارے وضاحت کی گئی ہے جس سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ مسئلہ کس دور میں اور کس جگہ پیش آیا تھا۔

۵- جلد نمبر ۱، ۴ اور ۷ کے آخر میں مرتب کی طرف سے''فرہنگ اصطلاحات'' کے عنوان کے تحت فقہ کے مشکل الفاظ اور اصطلاحات کی مناسب تشریح کردی گئی ہے جن کا استعمال مفتی صاحب نے اپنے فتاویٰ میں کیا ہے۔

۶- اگر کوئی استفتاء ایسا آیا جس میں مستفتی نے شخصیات کے بارے میں استفسار کیا ہو تو ایسے مسائل کا جواب دیتے ہوئے اصولِ افتاء کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے شخصیات کے بارے میں فتویٰ دینے سے گریز کرتے ہیں۔ مثلاً ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''...دارالعلوم دیوبند کوایسی باتوں سے محفوظ رکھنا جواس کی حالت مالیہ وانتظامیہ اور وقار کے لئے مضر ہوں اہل شوریٰ کا فرض ہے اور یہ فیصلہ کرنا کہ فلاں آدمی دارالعلوم کے لئے مضر ہے یا نہیں، یہ بھی اہل شوریٰ کا منصب ہے۔ میں اشخاص کے متعلق اظہار رائے بھی مفتی کے منصب سے خارج سمجھتا ہوں چہ جائیکہ حکم شرعی لگاوں'' (۹۳)۔ایک اور جگہ لکھتے ہیں:''اور شخصی ناموں سے استفتاء کرنا شخصیات کے متعلق جواب دینا آداب استفتاء کے خلاف ہے'' (۹۴)۔

۷- مفتی صاحبؒ کی فتویٰ نویسی کی ایک اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے بہت سے جدید مسائل کے بارے میں شروع ہی سے ایسے فتاویٰ دیئے جن کے بارے میں دیگر کئی ہمعصر مفتیوں کوفتویٰ دینے میں تامل تھا یا مفتی کفایت اللہ کےفتویٰ کے برعکس فتویٰ دیا اور بعد میں پھر انہیں مفتیوں یا ان کے جانشینوں نے اپنے سابقہ فتویٰ سے رجوع کرتے ہوئے اسی طرح کا فتویٰ دیا جوکہ مفتی کفایت اللہ پہلے دے چکے تھے۔اس طرح کی بہت سی مثالیں اس مجموعہ کی جلد۲، ۷،اور ۹ میں دیکھی جاسکتی ہیں بطورنمونہ چند مثالیں دیکھئے (۹۵)۔

نماز، اذان اورخطبہ جمعہ میں لاوَڈ اسپیکر کے استعمال کے جواز کا فتویٰ۔ پراویڈنٹ فنڈ سے حاصل ہونے والی رقم کے استعمال کے جواز کا فتویٰ۔ پراویڈنٹ فنڈ سے حاصل ہونے والی رقم پر بعد از وصول زکوٰۃ کے وجوب کا فتویٰ۔ کرنسی نوٹ سے زکوٰۃ کی ادائگی اورسونا چاندی کےخریدنے کے جواز کےفتویٰ۔جائز کاروبار کرنے والی کمپنیوں کے حصص کی خرید وفروخت کے جواز کا فتویٰ۔ریڈیو کے ذریعے آنے والی چاند کی خبر کے معتبر ہونے کا فتویٰ۔کتابت و تعلیم نسواں کے جواز کا فتویٰ۔

۸- ایسے فتاویٰ بھی بکثرت موجود ہیں جن کی توثیق ان کے ہمعصر مختلف اکابر اہل افتاء نے کی ہے(۹۶)۔

۹- اس مجموعہ سے سینکڑوں ایسے جدید مسائل کے بارے میں رہنمائی ملتی ہے جن کا ذکر دیگر معاصر فتاویٰ کے مجموعوں میں ہے ہی نہیں یا بہت کم ہے بطورنمونہ چند مثالیں ملاحظہ ہوں (۹۷)۔

ضرورت کے وقت مریض کوانسانی خون دینے کے جواز کا فتویٰ۔خاکسارتحریک کے بانی عنایت اللہ کے بارے میں تفصیلی بحث۔ سارداایکٹ کی مفصل تردید کرتے ہوئے فتویٰ دیا کہ یہ قانون مسلمانوں کے عائلی قوانین میں مذہبی مداخلت ہے۔''حقوق مذہبی اور شریعت بل''۔اگر شوہر کوعمر قید ہوجائے تو بیوی عدالت سے نکاح فسخ کراسکتی ہے۔ تقسیم ہند سے نکاح وطلاق کے پیدا شدہ مسائل کا حل۔''مسودہ قانون حج پر تفصیلی نظر''۔

۱۰- آپ عموماً مختصرفتویٰ دیتے ہیں لیکن ضرورت کے وقت قرآن وسنت کے علاوہ فقہ وفتاویٰ کی کتابوں سے دلائل نقل کر کے مفصل ومدلل فتاویٰ بھی دیتے ہیں،بطورمثال درج ذیل فتاویٰ دیکھے جاسکتے ہیں (۹۸)۔

''حکمِ ارتداد بتلفظ الفاظِ کفریہ''۔معجزہ اور کرامت کے درمیان فرق ۔ عاشورہ محرم کی رسومات کی شرعی حیثیت ۔ امامت، تعلیم قرآن اوراذان پر اُجرت کا مسئلہ ۔ روافض کا خلفائے ثلاثہ پر سب وشتم وغیرہ کی مذمت ۔ضبطِ تولید(برتھ کنٹرول) کی شرعی حیثیت ۔ ولایتی صابون کے استعمال کے بارے میں ایک تحقیقی مقالہ۔فدیہ صوم وصلوٰۃ اور مروّجہ حیلہ اسقاط کی تحقیق۔اختلاف مطالع اور رؤیت ہلال کی تحقیق۔عورتوں کا نماز باجماعت ، جمعہ،عیدین اور مجلس وعظ میں شرکت کرنے کے بارے میں تحقیق۔ ہندو کا مال مسجد میں صرف کرنے کی تحقیق۔مسجد کے اوقاف کی آمدنی کے مصارف کا شرعی طریقہ۔مفتی محمد شفیع کی کتاب ''مساوات اسلامی کی حقیقت'' پر مفصل تبصرہ۔

۷- خیر الفتاویٰ: از خیر محمد بن الٰہی بخش جالندھری (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء-۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) ودیگر مفتیانِ خیر المدارس

فتاویٰ کا یہ مجموعہ چھ جلدوں ، چار ہزار چوبیس صفحات اور تین ہزارنو سو گیارہ فتاویٰ پر مشتمل ہے ۔ ان فتاویٰ کو مفتی محمد انورؒ نے مرتب کیا ہے اور مکتبہ الخیر ملتان سے۱۹۹۳ء میں شائع کیا گیا۔اس مجموعہ کو چونکہ مولانا خیر محمد جالندھری کے نام سے منسوب کیا گیا ہے اس لئے صرف ان کے حالات تحریر کئے جاتے ہیں ۔

خیر محمد بن الٰہی بخش جالندھری بمقام عمر والہ ضلع جالندھر(۱۸۹۵ء) میں پیدا ہوئے اور بالترتیب مدرسہ رشیدیہ نکودر، مدرسہ رشیدیہ رائے پور، مدرسہ منبع العلوم گلاؤٹھی ، اور مدرسہ اشاعت العلوم بریلی سے تعلیم حاصل کی ۔۱۹۲۳ سے ۱۹۳۱ء تک مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۹۳۱ء کے دوران ملتان میں'' خیرالمدارس'' کے نام سے دارالعلوم کی بنیاد رکھی اور آخر حیات تک اسی ادارہ میں درس وتدریس اور افتاء کی خدمات انجام دیتے رہے۔آپ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے بانی تھے۔آپ کی وفات (۲۰، شعبان،۱۳۹۰ھ/۲۱، اکتوبر،۱۹۷۰ء) ملتان میں ہوئی (۹۹) ۔

امتیازی وانفرادی خصوصیات :

۱- اس مجموعہ کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں شامل فتاویٰ کسی ایک مفتی کے نہیں ہیں بلکہ ''خیرالمدارس ملتان'' کے دارالافتاء سے وابستہ مفتیوں کی طرف سے جاری کئے گئے فتاویٰ کو جمع کیا گیا ہے(۱۰۰)۔چونکہ یہ فتاویٰ کئی مفتیوں کے ہیں(۱۰۱) اس لئے مجموعی طور پر کوئی ایک رائے قائم کرنا مشکل ہے البتہ فتویٰ نویسی کا عمومی انداز تقریبا یکساں ہے کہ ہر فتویٰ مختصر اور مدلل بحوالہ ہے۔عموماً سب سے پہلے سوال کا جواب مختصراً پیش کیا جاتا ہے اس کے بعد دلائل اور فقہ وفتاویٰ وغیرہ کی کتابوں سے اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں۔

۲- یہ مجموعہ تا حال زیر تکمیل ہے ابھی تک اس کی پانچ جلدیں شائع ہوئی ہیں ان میں ایمان وعقائد،سنت و بدعت ،قرآن و حدیث ، انبیاء وصلحاء ، ذکر و دعاء ،مختلف مسلم فرقوں ، تاریخ ، طہارۃ وصلوٰۃ اور زکوٰۃ،صوم، الحج ،

النکاح وما یتعلق ،کتاب الطلاق ،خلع ،عدت ،نسب ،ایلاء ،ظہار ،فسخ نکاح ،اولاد کی پرورش ،نان ونفقہ،قسم کے احکام ومسائل، لقطہ،وقف،احکام المساجد،احکام العید ،احکام الجنائز و المقابر،احکام المدارس سے متعلق نہایت ضروری اور اہم مسائل کو جمع کیا گیا ہے ۔اکثر فتاویٰ مختصر مگر مدلل ہیں ، زبان سہل و آسان ہے حوالہ جات اور دلائل تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں البتہ حوالہ میں پیش کی گئیں عربی عبارات کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

۳- فاضل مرتب نے ترتیب وتبویب کی ذمہ داری بخوبی انجام دی ہے ۔ ہر فتویٰ کے آخر میں مفتی کا نام اور تاریخ فتویٰ درج کردی گئی ہے۔

۴- اس مجموعہ میں ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء کے اختتام میں موضوع بحث بننے والے اہم مسئلہ'' حکومت پاکستان کا موجودہ نظام زکوٰۃ وعشر آرڈی نینس'' سے متعلق مفید تحقیقی مباحث پر شامل ہے۔

اس آرڈیننس کیوجہ سے اٹھائے جانے والے سوالات کچھ یوں ہیں :

کیا حکومت بینکوں میں جمع شدہ رقم کو اموال ظاہرہ قرار دے کر زکوٰۃ وصول کرسکتی ہے؟

بینکوں میں جمع شدہ رقم اموال باطنہ کے زمرے آتی ہے اور حکومت کو جبراً زکوٰۃ وصول کرنے کا حق حاصل نہیں ؟

اس بحث میں مختلف اہل علم کی تحقیات کو یکجا کر کے شائع کیا گیا ہے اس تحقیقی بحث میں اس موضوع پر تحقیق کرنے والے اہل علم کیلئے کافی رہنمائی موجود ہے۔

مفتی عبد الستار کا اس تحقیقی بحث (جو کہ ایک سو تیرہ صفحات پر محیط ہے) میں یہ مؤقف رہا ہے کہ بینکوں میں جمع شدہ رقم اموال باطنہ کے زمرے میں آتی ہے اور حکومت کو جبراً زکوٰۃ وصول کرنے کا حق حاصل نہیں ہے ۔مفتی صاحب نے اپنے مؤقف کو مدلل ومفصل انداز میں پیش کیا (۱۰۲)۔

۵- اس مجموع کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ زکوٰۃ وعشر سے متعلق چند جدید مسائل کے بارے میں تفصیلی رہنمائی ملتی ہے۔ دیگر فتاویٰ کے مجموعوں میں اس نوعیت کے مسائل کے بارے اتنی مفصل رہنمائی نہیں ملتی (۱۰۳)۔

۶- اس مجموعہ میں شامل چند مفصل اور اہم فتاویٰ اس کی اہمیت کو مزید واضح کرتے ہیں (۱۰۴)۔

مسئلہ حیات النبی کی تحقیق ۔ شیعہ اثناعشریہ کے خاص عقائد۔ رسول اللہ کی بنات اربعہ کے متعلق اہم تحقیق۔ داڑھی کے بارے میں مودودی ائمہ کی غلط فہمی کا مدلل جواب۔کیپٹن ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کیماڑی کراچی ،ضال مضل ہے۔ بذریعہ فلم قرآن کی تبلیغ توہین قرآن ہے۔ناخن پالش کی حالت میں وضو کا حکم ؟ نماز اور اذان کے لئے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کا حکم ۔آنکھیں دینے کی وصیت کر جانے کا حکم ؟

۷- ''خیر الفتاویٰ'' اور'' دارالافتاء خیر المدارس'' کی پانچ اہم خصوصیات ملاحظہ ہوں (۱۰۵)۔

۸-امداد الاحکام: از ظفر احمد بن لطیف احمد (۱۸۹۲ء-۱۹۷۴ء) وعبد الکریم بن محمد غوث (۱۸۹۷ء-۱۹۴۹ء)

فتاوی کا یہ مجموعہ دو جلدوں، ایک ہزار سات سو چالیس (۱۷۴۰) صفحات اور دو ہزار ایک سو اکہتر (۲۱۷۱) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ اس مجموعہ کی جمع ترتیب اور تبویب ابواب کے فرائض مفتی محمد شفیع کی زیر نگرانی مفتی محمد رفیع عثمانی اور مولانا محمود اشرف نے انجام دیے، مکتبہ دار العلوم کراچی سے ۱۹۹۱ میں شائع کیا گیا۔

مولانا ظفر احمدؒ بن لطیف احمد عثمانیؒ کی پیدائش (۵، اکتوبر،۱۸۹۲ء) دیوبند میں ہوئی (۱۰۶)۔ ابتدائی کتابیں ''دار العلوم دیوبند'' اور مولانا اشرف علی تھانویؒ سے پڑھنے کے بعد مدرسہ '' جامع العلوم'' کانپور، سے ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء میں دورہ حدیث سے فارغ ہوئے اس کے بعد مدرسہ '' مظاہر العلوم سہارنپور'' سے بھی کچھ فنون اور حدیث کی کتابیں پڑھیں اور ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں اسی مدرسہ سے سند فراغت حاصل کی (۱۰۷)۔ آپ نے ۱۳۲۹ھ میں مدرسہ ''مظاہر العلوم'' سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا، مدرسہ ''ارشاد العلوم'' گڑھی پختہ اور ''مدرسہ امداد العلوم'' میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں، ان کی مشہور تصنیف ''اعلآء السنن'' ہے (۱۰۸)۔ آپ کی وفات (۲۳، ذیقعدہ،۱۳۹۴ھ/۸، دسمبر،۱۹۷۴ء) کراچی اور تدفین پاپوش نگر کے قبرستان میں ہوئی (۱۰۹)۔

مفتی عبد الکریمؒ بن حکیم محمد غوث کی پیدائش ضلع کرنال (انڈیا) کے قصبہ '' گمتھلہ گڈھو'' (۱۵، محرم، ۱۳۱۵ھ/۱۷، جون، ۱۸۹۷ء) میں ہوئی (۱۱۰)۔ قرآن کریم اور ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ '' مظاہر العلوم سہارنپور'' میں حصول تعلیم کے لئے داخلہ لیا تمام فنون کی تکمیل اور سندِ فراغت اسی مدرسہ سے حاصل کی۔ تحصیل علوم سے فراغت کے بعد ضلع میرٹھ کے ایک مدرسہ سے اپنی تدیسی زندگی کا آغاز کیا اس کے بعد مختلف مدرسوں میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے (۱۱۱)۔ تقسیم ہند کے بعد ہجرت کر کے پاکستان آگئے اور ضلع سرگودھا کے قصبہ ساہیوال میں سکونت اختیار کر لی۔ ان کی وفات (۹، رجب،۱۳۶۸ھ/۲۹، مئی،۱۹۴۹ء) ساہیوال میں ہوئی (۱۱۲)۔

انفرادی و امتیازی خصوصیات:

۱- اس مجموعہ میں تین مفتیوں کے فتاویٰ ہیں (۱۱۳) جو کہ محرم ۱۳۴۰ھ/ستمبر، ۱۹۲۱-شوال، ۱۳۵۸ھ/نومبر، ۱۹۳۹ء کے دوران جاری کئے گئے۔ ایک تحقیقی مقدمہ مفتی محمد رفیع عثمانی نے تحریر کیا ہے جس میں فقہ و فتاویٰ کی مبادیات کو خوش اسلوبی سے بیان کیا گیا ہے جو فقہ افتاء کے طلبہ کے لئے رہنما اصول کا کام دے سکتے ہیں۔

۲- اس مجموعہ میں ایمان، فرق باطلہ، فرق اسلامیہ، اجتہاد و تقلید، علم تفسیر، حدیث، تصوف، سیَر و مناقب، طہارۃ، صلوٰۃ، زکوٰۃ و عشر، صوم، حج اور نکاح و طلاق سے متعلق فتاویٰ ہیں۔ اکثر فتاویٰ پر مولانا اشرف علی تھانوی کے

تصدیقی دستخط موجود ہیں اور جن پر دستخط نہیں ہیں وہ بھی مولانا تھانوی کے زبانی مشورہ سے لکھے گئے ہیں (۱۱۴)۔

۳- فتاویٰ آسان اور سہل اردو میں تحریر کئے گئے ہیں جن سے عام قاری بھی بآسانی استفادہ کرسکتا ہے۔

۴- ہر فتویٰ کے آخر میں فتویٰ کی تاریخ اور مفتی کا نام درج ہے۔

۷- عمومی مسائل کا جواب دیتے وقت مختصر فتویٰ دیتے ہیں جس سے صورت مسئلہ کو واضح کر دیتے ہیں جبکہ اہم مسائل کے بارے میں مفصل و مدلل فتاویٰ دیئے گئے ہیں۔

۵- دلائل دیتے وقت آیات کریمہ اور احادیث، فقہ و فتاویٰ کی کتابوں سے مکمل اور طویل اقتباسات پیش کئے گئے ہیں۔اس طرز افتاء سے قاری کو متعلقہ مسئلہ کے علاوہ دیگر کئی مسائل کے حل میں بھی مدد مل سکتی ہے۔

۶- اس مجموعہ میں قرآن کریم، حدیث شریف ،تفسیر طبری ،فتاویٰ عالمگیری ، شامی ، ہدایہ، شرح وقایہ، بحر الرائق ،طحطاوی اور مجموعۃ الفتاویٰ کے حوالے بکثرت موجود ہیں۔بعض دفعہ فتویٰ تحریر کرنے کے بعد اپنے فتویٰ کی تائید میں درج بالا کتب فتاویٰ سے بھی فتویٰ نقل کر دیتے ہیں۔

۷- فتاویٰ کے اس مجموعہ میں ایسے فتاویٰ بھی بکثرت ملتے ہیں جن میں خالص عالمانہ اور محققانہ انداز میں بحث کی گئی ہے جس میں فریقین کی طرف سے عالمانہ سوالات و جوابات کا تبادلہ خیال کیا گیا ہے۔اور اس بحث کے ضمن میں کئی فقہی اصول اور جزئیات کا ذکر ملتا ہے جس سے فقہ و افتاء کے طلبہ رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔اس طرح کے تحقیقی فتاویٰ کو مستقل رسائل کا نام دیا گیا ہے جن کے عنوان کچھ اس طرح ہیں (۱۱۵):-

☆"رساله نهاية الادراك فى اقسام الاشراك"۔" اِزالة الاوْهام عَن ختمَ النَّبوّةِ والرِّسالةِ وَ معنَى الْوَحى وَ الِالْهام "۔" تعظيم العلم و العلسماء و آداب الفتاوىٰ"۔" **تحقیق معنی آیت** ، فابعثوا حكماً من اهلهٖ و حكماً من اهلها ، الملقب بهداية الامم فى ولاية الحكم "۔" شفاء الاسقام فى احكام الزكام"۔" تحقيق حرف ضاد "۔" المفاتيح لابواب التراويح بجواب اشتهار التحقيق فى اعداد التراويح"۔"القول الحرى فى مسئلة السجود و التحرى "(**بہشتی زیور کے ایک مسئلہ پر اشکال کا جواب**)۔ "الاحتياط اللازم فى التصدق على بنى هاشم "۔" رساله رفع التشكيك فى دفع الزكوٰة بالتمليك "۔ "بيانُ ا لحق و الصواب فى مسئلة الكفاء ة بالانساب"۔"ازالة الاغلاق من اضافة الطلاق " **طلاق میں عورت کی طرف اضافت کے تحقیق**۔" فصل فى طلاق الثلاث واحكامه "۔"فصل فى الخلع و احكامه والطلاق على مال"۔ رساله " غاية المقصود فى نهاية المفقود" **تحقیق مذہب مالکؒ در زوجۂ مفقود**۔

۸- اس مجموعہ میں ایسے فتاویٰ بھی بکثرت ملتے ہیں جن میں بہشتی زیور (مؤلفہ مولانا اشرف علی تھانوی) کی بعض عبارات اور مسائل پر وارد ہونے والے علمی اعتراضات کے مفصل و مدلل جوابات دیئے گئے ہیں اور عبارات

میں جو ظاہری تعارض تھا اس کو رفع کر کے تطبیق دینے کی کوشش کی گئی ہے (۱۱۶)۔

۹- فتاویٰ دارالعلوم دیوبند یعنی امداد المفتین کامل: از محمد شفیع بن محمد یاسین (۱۸۹۷ء-۱۹۷۶ء)

فتاویٰ کا یہ مجموعہ ایک جلد، ایک ہزار چھیاسی (۱۰۸۶) صفحات اور نو سو ستر (۹۷۰) فتاویٰ پر مشتمل ہے۔ دار الاشاعت، کراچی سے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا گیا۔

مفتی محمد شفیع بن محمد یاسین کی ولادت دیوبند میں (۱۳۱۴ھ/۱۸۹۷ء) ہوئی (۱۱۷)۔ان کی تعلیم و تربیت دارالعلوم دیوبند ہی میں ہوئی اور ۲۲ سال کی عمر میں دارالعلوم دیوبند سے (۱۳۳۶ھ/۱۹۱۸ء) فارغ التحصیل ہوئے۔ تحصیلِ علم کے بعد دارالعلوم دیوبند ہی سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا اور ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء میں دارالعلوم دیوبند کے مفتی مقرر ہوئے۔ مفتی صاحب نے مسلسل ستائیس سال تک دارالعلوم دیوبند میں درس و تدریس اور افتاء کی خدمات انجام دیں۔ تقسیم ہند کے بعد ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء میں ہجرت کر کے پاکستان آگئے اور کراچی میں قیام پذیر ہوئے۔ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے بورڈ آف تعلیمات اسلامی کے رکن کی حیثیت سے اسلامی دستور کی ترتیب میں مدد دی۔ شوال ۱۳۷۱ھ/جون ۱۹۵۲ء میں ''جامعہ دارالعلوم کراچی'' کے نام سے ایک دینی ادارہ قائم کیا یہ ادارہ پاکستان میں علوم اسلامیہ کا سب سے بڑا مرکز شمار ہوتا ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا شمار کثیر التصانیف مصنفین میں ہوتا ہے صرف فقہ میں ان کی تصانیف کی تعداد پچانوے شمار کی گئی ہے، ''تفسیر معارف القرآن'' ان کی مشہور تصنیف ہے جو کہ آٹھ ضخیم جلدوں، پانچ ہزار چھ سو باسٹھ (۵۶۶۲) صفحات پر محیط ہے۔ مفتی صاحب کی درس و تدریس، تصنیف و تحقیق، فتویٰ نوسی اور سیاسی و ملی خدمات کی تفصیل ملاحظہ ہو (۱۱۸)۔ آپ کی وفات (۹ اور ۱۰ شوال، ۱۳۹۶ھ/۵، ۶ اکتوبر ۱۹۷۶ء کی درمیانی شب) کراچی میں اور تدفین دارالعلوم کراچی کے قبرستان میں ہوئی (۱۱۹)۔

امتیازی خصوصیات:

۱- عقائد، عبادات اور معاملات وغیرہ جملہ مسائل زندگی کے بارے میں تفصیلی فتاویٰ ہیں۔

۲- جدید مسائل کے بارے میں رہنمائی ملتی ہے جن میں سے چیدہ چیدہ مسائل کچھ اس طرح ہیں (۱۲۰):

پراویڈنٹ فنڈ اور اس سے حاصل شدہ رقم پر زکوٰۃ کے حکم۔ رویت ہلال کی خبر کن شرائط کے ساتھ معتبر ہے۔ بذریعہ ہوائی جہاز رویت ہلال کا حکم۔ روزہ میں انجکشن کا حکم۔ حق تصنیف (رائیلٹی Royalty) وغیر کو رجسٹرڈ کرانا اور اس کی خرید و فروخت کا مسئلہ۔ خود رو گھاس کی بیع۔ بیعانہ کی رقم ضبط کرنا۔ کوکین کی تجارت کرنا۔ سرکاری بینکوں سے سود لینے کا حکم۔ دارالحرب میں غیر مسلموں سے سود لینا۔ مدرسہ کی تنخواہوں میں تخفیف کس شرط سے جائز

ہے؟۔ مدرسین کا فارغ اوقات میں دوسری ملازمت کرنا۔ ووٹ کی شرعی حیثیت ۔ مالی جرمانہ۔ مانع حمل دواؤں کا استعمال۔ڈاکٹر اورحکیم کی فیس۔ وارث کو عاق کرنا۔

۳- اس مجموعہ میں مفتی محمد شفیعؒ صاحب کے ان فتاویٰ کو شائع کیا گیا ہے جوانہوں نے ۱۹۳۰ء-۱۹۴۳ء کے دوران دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی کی حیثیت سے تحریر کئے تھے۔ پہلی باران فتووں کو دارالاشاعت دیوبند سے شائع کرایا گیا تھا لیکن ابواب اورعنوانات کی مناسب تقسیم نہ ہونے کے باعث قارئین کے لئے استفادہ دشوار تھا۔ دوسری باران فتووں کوفقہی طرز پر جدید ترتیب وتبویب، نئی اصلاحات اورترامیم واضافہ جات کے ساتھ دارالاشاعت کراچی سے شائع کیا گیا۔ترتیب جدید کا کام مفتی محمد رفیع عثمانی نے مفتی محمد عاشق الٰہیؒ اور مولانا محمد اشفاق کی معاونت سے انجام دیا(۱۲۱)۔

۴- اس مجموعہ کے شروع میں ایمان وعقائد اور سنت و بدعات پر مفید اورعلمی فتاویٰ ہیں، حلال وحرام اور متفرقات کے ابواب میں رسومات و بدعات اور دیگر امور زندگی سے متعلق فتاویٰ کی ایک طویل فہرست ہے۔

۵- جن فتاویٰ سے مفتی صاحب نے رجوع کر لیا تھا اُن کو اس مجموعہ کے آخر میں ''**اختیار الصواب فی مختلف الابواب**'' کے عنوان کے تحت درج کیا گیا ہے ۔مفتی صاحبؒ کے اکثر فتاویٰ مختصر ہیں، زبان نہایت آسان اور عام فہم استعمال کرتے ہیں جس سے ایک عام قاری بھی بآسانی استفادہ کرسکتا ہے۔عام طور پر فتاویٰ میں حوالہ نقل کرتے ہیں جبکہ خصوصی اہمیت کے حامل سوالات کے جوابات مفصل ومدلل اورمحققانہ انداز میں دیئے گئے ہیں (۱۲۲)۔

خلاصۃ البحث:

علمائے دیوبند نے بلاشبہ فتاویٰ کے ذریعہ عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق، تعلیم وتزکیہ، سیاست، تصنیف وتالیف، مناظرہ، صحافت، خطابت، تذکیر، تبلیغ، حکمت، معاشی، معاشرتی اور دیگر انفرادی واجتماعی پیش آمدہ مسائل میں ملت مسلمہ کی بھر پور رہنمائی کی۔ ان فتاویٰ سے نہ صرف تعلیم وتربیت کی ہی رہنمائی ملتی ہے بلکہ ایک مستقل دعوت فکر بھی ہیں۔ یہ تحقیقی فتاویٰ اپنے تنوع، تحقیق اور معلومات کے اعتبار سے بلند پایہ ہیں، اردو زبان میں علمی، ادبی، تحقیقی اور تاریخی مضامین پر مشتمل ہیں۔ ان فتاویٰ کا اولین مقصد بہترین اور جدید اسلوب نگارش کے ذریعہ نئی نسل تک اسلام کا پیغام پہچانا اور اسلامی اقدار کے فروغ میں حصہ لینا ہے۔

زیر نظر مقالہ میں ضخامت سے بچنے کی وجہ سے اکابر علمائے دیوبند کی صرف نومنتخب کتبِ فتاویٰ کا تعارف انتہائی اختصار کے ساتھ تریب زمانی کے لحاظ سے پیش کیا گیا ہے۔ اگرچہ کثیر تعداد میں ایسی کئی کتب فتاویٰ موجود ہیں جن پر تحقیقی مقالہ جات لکھے جانے کی ضرورت ہے۔ اکثر کتب فتاویٰ ایسی ہیں جو علمی وتحقیقی نکات، اہم مباحث

اورضخامت کی کیوجہ سے امتیازی حیثیت رکھتی ہیں ۔پی ایچ ڈی سطح کے مقالہ جات لکھنے سے بھی صحیح معنوں میں ان کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبولیت ومقبولت عطا فرمائے آمین۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) الانفال : ۲۴ ۔

(۲) المآئدة : ۳ ۔

(۳) البقرة : ۱۸۵ ۔

(۴) المآئدة : ۶، الحج :۷۸ ۔

(۵) آلِ عمران:۱۶۴، الاحزاب: ۲۱ ۔

(۶) النور:۶۱

(۷) فقہ: فقہ کا لفظ لغت میں کسی چیز کے جاننے، سمجھنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے ۔ بعد میں اس کا استعمال خاص علمِ دین کے فہم میں ہونے لگا ،یعنی فقہ کا اطلاق اُن احکام وقوانین پر ہونے لگا جن کو فقہاء نے قرآن سنت کے مقرر کردہ اصول اور مبادی احکام سے مستنبط کیا ہے ۔ابنِ منظور، ابوالفضل جمالُ الدین محمد بن مکرم، الافریقی المصری، لسان العرب،۱۵: ۴۵۰، (نشرالادب الحوزہ ،قم ،۱۹۸۵ء)

۳- قرآن کریم میں بھی یہی مفہوم مرادلیا گیا ہے: الانعام:۲۵،۶۵(۲) الاِسرا :۴۴، ۴۵ (۳) طٰہ: ۲۸۔حدیث شریف میں ہے'' مَنْ یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُفَقِّھْہُ فِی الدِّین'' اللہ جس سے خیر کا اردہ کرتا ہے اسکو دین کا فہم عطا کردیتا ہے، بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری ۱۶:۱، (قدیمی کتب خانہ کراچی ،، ابوالحسین مُسلم بن الحجاج ،صحیح مسلم ،۲: ۷۱۸،۷۱۹،۳: ۱۵۲۴،(دارالکتب العلمیّۃ، بیروت سن ندارد)

(۸) المآئدة:۳۔

(۹) امینی ،محمد تقی ،فقہ اسلامی کا تاریخی پسِ منظر،ص: ۴۰،(قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی،۱۹۹۱ء)

(۱۰) ابن قیّم الجوزیہ،اعلام الموقّعین عن ربّ العالمین، ۱: ۱۴،۱۵،(مکتبۃ نزارمصطفٰی الباز، مکۃ المکرّمۃ، ۱۹۹۶ء)

(۱۱) بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیوبند،ص:۲۱،ادارہ اسلامیات لاہور،سن ندارد۔

(۱۲) عبدالحی الحسنی ،نزھة الخواطر ،۸: ۱۶۳۔؛ رضوی،سیدمحبوب،تاریخ دارالعلوم دیوبند،۱: ۱۲۶۔

(۱۳) رضوی،سیدمحبوب،تاریخ دارالعلوم دیوبند،۱: ۲۶۔

(۱۴) عبدالحی الحسنی، نزھة الخواطر،۸:۱۶۳؛ عبدالرشید ارشد، بیس بڑے مسلمان، ص:۱۴۷۔

(۱۵) عبدالحی الحسنی، نزھة الخواطر،۸:۱۶۴؛ بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیوبند، ص:۲۱۔

(۱۶) رضوی، سید محبوب، تاریخ دار العلوم دیوبند، ۱:۲۷۔

(۱۷) عبدالحی الحسنی، نزھة الخواطر،۸:۱۶۶،

(۱۸) میرٹھی، محمد عاشق الٰہی، تذکرة الرشید، ۱:۴۳-۸۷، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۸۶ء۔

(۱۹) میرٹھی، محمد عاشق الٰہی، تذکرة الرشید، ۱:۲۴۷۔

(۲۰) ''ہرکہ و مہ'': ہر چھوٹا بڑا، ہر اعلیٰ ادنیٰ، یہ لفظ کہتر و مہتر کا مخفف ہے۔دیکھئے، فیروز الدین، فیروز اللغات، ص:۱۴۳۷۔

(۲۱) شیخ محمد اکرام، موج کوثر، ص:۱۹۸۔

(۲۲) میرٹھی، محمد عاشق الٰہی، تذکرة الرشید، ۲:۱۵۳-۱۶۰۔

(۲۳) عبدالحی الحسنی، نزھة الخواطر،۸:۱۶۶۔

(۲۴) میرٹھی، محمد عاشق الٰہی، تذکرة الرشید، ۲:۲۳۰۔ ؛عبدالحی الحسنی، نزھة الخواطر،۸:۱۶۷۔

(۲۵) فتاویٰ رشیدیہ، ص:۳۰۔

(۲۶) درج ذیل مقامات پر بطور نمونہ چند مثالیں پیش خدمت ہیں دیکھئے، فتاویٰ رشیدیہ، صفحات:۸۵،۲۴۵، ۲۵۱،۲۹۶،۴۶۲۔

(۲۷) ایضاً، ص:۲۹۶۔

(۲۸) ایضاً، ص:۳۱۹۔

(۲۹) ایضاً، ص:۳۰۔

(۳۰) ایضاً، ص:۴۹۱۔

(۳۱) ایضاً، ص:۵۳۷۔

(۳۲) مثلاً مروّجہ محافلِ میلاد کی شرعی حیثیت کے بارے میں دیے گئے فتویٰ پر پچپن (۵۵) مفتیوں کی تصدیقات ہیں، دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ، صفحات۲۳۴-۲۴۴۔اسی طرح ''کتاب آذر جُندی سے فاتحہ کا ثبوت'' کے رد میں دیئے گئے فتویٰ پر بتیس،(32) مفتیوں کی تصدیقات موجود ہیں، دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ، صفحات:۱۳۲-۱۳۳، اسی طرح قبر کے طواف کی حرمت کے بارے میں دیئے فتویٰ پر ستائیس(27) مفتیوں کی تصدیقات موجود ہیں، دیکھئے ص:۱۲۵، مزید اسی طرح کی مثالیں ملاحظہ ہوں، صفحات:۱۶۰، ۱۶۹، ۱۸۶، ۱۸۷، ۲۳۳، ۲۶۳، ۳۲۰۔

(۳۳) فتاویٰ رشیدیہ، صفحات:۴۲، ۴۳۴، ۴۳۶، ۴۷۶، ۴۸۴، ۴۸۸، ۴۹۱، ۵۴۲، ۵۴۵، ۵۵۰، ۵۷۹، ۵۲۶، ۵۶۰، ۵۶۱۔

(۳۴) فتاویٰ رشیدیہ، صفحات: ۵۶-۷۳، ۱۰۱-۱۱۸، ۲۳۲-۲۴۴، ۳۰۶-۳۰۷، ۳۰۸-۳۱۸، ۳۵۲-۳۷۶،

۳۸۴-۴۰۷۔

(۳۵)　عبدالحی الحسنی ، نزهة الخواطر ،۸:۱۴۵۔

(۳۶)　بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیوبند، ص:۴۶۔

(۳۷)　عبدالحی الحسنی ، نزهة الخواطر ،۸:۱۴۵-۱۴۸۔؛ فتاویٰ خلیلیہ، ص:۱۹-۶۸۔

(۳۸)　عبدالحی الحسنی ، نزهة الخواطر ،۸:۱۴۸،؛ فتاویٰ خلیلیہ، ص:۶۶-۶۸۔

(۳۹)　عبدالحی الحسنی ، نزہۃ الخواطر ،۸:۱۴۸۔　؛ بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیوبند، ص:۵۲۔

(۴۰)　ایک سو اکسٹھ (۱۶۱) صفحات پر محیط بیس تحقیقی فتاوی کی تفصیل دیکھئے : فتاویٰ خلیلیہ، صفحات: (۱) ۸۵-۹۶، (۲) ۹۹-۱۱۳، (۳) ۱۲۵-۱۲۸، (۴) ۱۳۰-۱۳۴، (۵) ۱۳۵-۱۵۲) (۶) ۱۶۰-۱۶۵، (۷) ۱۷۵-۱۸۰، (۸) ۱۸۳-۱۸۵، (۹) ۱۹۱-۱۹۶، (۱۰) ۱۹۷-۱۹۸، (۱۱) ۲۲۳-۲۲۵، (۱۲) ۲۳۲-۲۳۵، (۱۳) ۲۴۴-۲۴۷، (۱۴) ۲۵۲-۲۶۰، (۱۵) ۲۶۱-۲۶۸، (۱۶) ۲۶۹-۲۷۵، (۱۷) ۲۷۸-۲۸۶، (۱۸) ۳۶۷-۱۸۱، (۱۹) ۳۸۳-۳۸۴، (۲۰) ۳۸۵-۳۹۹۔

(۴۱)　ایضاً، ص۱۷۵-۱۸۱، ۲۴۴-۲۴۸، ۲۶۶-۲۷۴۔ (۴۲) ایضاً، ص: ۲۸۰، ۳۱۰، ۳۱۶، ۳۶۲، ۳۶۶۔

(۴۳)　فتاویٰ خلیلیہ، صفحات: ۷۵، ۸۳-۸۵، ۱۲۹، ۱۸۱، ۲۵۲، ۲۸۷، ۲۸۸، ۳۰۰، ۳۱۵، ۳۹۹-۴۵۹۔

نوٹ: ''رسالة اَلْمُهَنَّد عَلَى الْمُفَنَّد'' یہ رسالہ چھبیس (۲۶) سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ یہ سوالات علماء حرمین شریفین کی طرف سے علماء دیوبند کے عقائد کے بارے میں عربی میں پوچھے گئے تھے مولانا خلیل احمد نے ان چھبیس سوالات کے جوابات عربی میں بنام'' التصديقات لدفع التلبيسات المعروف المهند'' تحریر کر کے علماء حرمین شریفین کی تصدیقات کے ساتھ شائع کرائے تھے۔ یہ تفصیلی بحث باسٹھ (۶۲) صفحات پر مشتمل ہے۔ فتاویٰ خلیلیہ، صفحات ۳۹۹-۴۶۰۔

(۴۴)　عبدالحی الحسنی ، نزهة الخواطر ،۸:۳۴۱

(۴۵)　رضوی، سید محبوب احمد، تاریخ دارالعلوم دیوبند، ۲: ۴۵۔

(۴۶)　بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیوبند، ص:۵۴ ۔

(۴۷)　عبدالحی الحسنی ، نزهة الخواطر ،۸:۳۴۱۔

(۴۸)　بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیوبند، صفحات: ۵۵، ۵۶۔

(۴۹)　عبدالحی الحسنی ، نزهة الخواطر ،۸:۳۴۱ ۔

(۵۰)　رضوی، سید محبوب احمد، تاریخ دارالعلوم دیوبند، ۲: ۴۵۔

(۵۱)　عبدالحی الحسنی ، نزهة الخواطر ،۸:۳۴۲ ۔

(۵۲)　عزیز الفتاویٰ، ص۳۔

(۵۳)　عزیز الفتاویٰ، ص۳۔

(۵۴) عزیز الفتاویٰ، صفحات ۶-۷۔

(۵۵) ایضًا، صفحات ۳-۴۔

(۵۶) یہاں یہ وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ ''فتاویٰ دارالعلوم دیوبند'' کے نام سے فتاویٰ کے تین مجموعے دستیاب ہیں ایک '' فتاویٰ دارالعلوم دیوبند یعنی '' عزیز الفتاویٰ''، دوسرا '' فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل و مدلل'' اور تیسرا ''فتاویٰ دارالعلوم دیوبند یعنی امداد المفتین کامل'' کے نام سے۔ پہلے دونوں مجموعے مفتی عزیز الرحمٰنؒ صاحب کے فتاویٰ پر مشتمل ہیں جبکہ تیسرے مجموعہ میں مفتی محمد شفیعؒ صاحب کے فتاویٰ ہیں، تینوں مجموعوں کا تعارف الگ الگ پیش کیا گیا ہے۔

(۵۷) اس مجموعہ میں مفتی عزیز الرحمٰن کے ان فتاویٰ کو شامل کیا گیا ہے جو انہوں نے دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی کی حیثیت سے (ذیقعدہ، ۱۳۲۹ھ/ستمبر، ۱۹۱۱ء- رجب، ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۸ء) کے دوران جاری کئے جن تعداد سینتیس ہزار چھ سو اکسٹھ (۳۷۵۶۱) ہے ان میں سے مکررات کو حذف کر کے ۸۴۸۴ فتاویٰ کو اس مجموعہ میں شامل کیا گیا۔ چونکہ شروع دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء میں رجسٹر پر فتاویٰ کا باقاعدہ اندراج نہیں ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۳۱۰ھ-۱۳۲۹ھ تک تقریباً انیس (۱۹) سال کے فتاویٰ کا ریکارڈ نہ ہونے کیوجہ سے اندازہ نہیں کیا جاسکتا کہ مفتی صاحب کے قلم سے کتنے فتاویٰ صادر ہوئے۔ مقدمہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ۱:۴۳، ۱:۹۳۔

(۵۸) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل و مدلل، ۱:۹۲، اور ۱۲:۴۔

(۵۹) مفتی عزیز الرحمٰن کے طرزِ افتاء کے بارے مزید تفصیل دیکھئے: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ۱:۴۹-۹۶۔

(۶۰) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ۱:۱۷۳۔

(۶۱) ایضاً، ۵:۱۱۰۔

(۶۲) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، (۱) ۱:۲۰۷، ۲۰۸، (۲) ۱:۲۳۵، (۳) ۱:۲۳۵، (۴):۲۵۸، (۵) ۱:۲۸۸، (۶) ۲:۶۰، (۷) ۲:۹۰، ۱۰۷، ۱۲۶ (۸) ۲:۱۰۶، (۹) ۲:۱۳۴، (۱۰) ۲:۱۵۰، (۱۱) ۲:۱۵۸-۲۶۸، (۱۲) ۵:۴۴۷، (۱۳) ۵:۶۰، ۹۰، ۱۴۳، (۱۴) ۶:۴۷، ۸۳، ۸۷، ۱۰۹، (۱۵) ۶:۱۴۰، (۱۶) ۶:۲۴۲، (۱۷) ۶:۲۴۳، (۱۸) ۶:۲۵۳، (۱۹) ۲۹۵، (۲۰) ۶:۲۹۶، (۲۱) ۳۰۰، (۲۲) ۳۳۲، ۳۴۰، (۲۳) ۶:۳۴۹، ۲۹۳، ۲۹۴، (۲۴) ۶:۳۵۶، ۳۶۹، ۳۷۲، ۳۸۱، (۲۵) ۶:۴۰۷، ۴۰۸، (۲۶) ۶:۵۲۴۔

(۶۳) امداد الفتاویٰ، ۱:۳۔

(۶۴) مقدمہ امداد الفتاویٰ، ۱:۱۳-۱۸۔

(۶۵) عبدالحی الحسنی، نزھة الخواطر، ۸:۶۵۔ رضوی، سید محبوب، تاریخ دارالعلوم دیوبند، ۲:۵۱۔

(۶۶) عبدالحیٔ، نزھة الخواطر، ۸:۶۵

(۶۷) بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیوبند، ص:۳۳۔

(۶۸) رضوی، سید محبوب، تاریخ دارالعلوم دیوبند، ۲:۵۲۔

(۶۹) عبدالحی، نزهة الخواطر،۸:۶۷۔

(۷۰) بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیوبند،ص:۴۰۔

(۷۱) مقدمہ امداد الفتاویٰ،۱:۱۳۔

(۷۲) رضوی، سید محبوب، تاریخ دارالعلوم دیوبند،۲:۵۴۔

(۷۳) امداد الفتاویٰ،۳:۱۴۰-۱۴۱۔

(۷۴) مثلاً حکومت کی ناجائز ملازمت اختیار کرنے کے بارے میں فتویٰ تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''یہ مسئلہ کسی نقل جزئی سے نہیں لکھا، استدلال سے لکھا ہے جس پر مجھ کو اعتماد نہیں، اس لئے مناسب بلکہ واجب ہے کہ دوسرے علماء محققین سے بھی اطمینان کر لیا جاوے اور پھر بھی عمل کرتے وقت امام مالکؒ کے ارشاد ''نفعل و نستغفر'' کو معمول رکھیں''۔ امداد الفتاویٰ،۳:۴۰۹۔

(۷۵) امداد الفتاویٰ،۲:۴۸۔

(۷۶) امداد الفتاویٰ،۱:۳۹۵۔

(۷۷) امداد الفتاویٰ،۱:۳۲۰-۳۲۱۔

(۷۸) امداد الفتاویٰ،۱:۳۲۰-۳۲۱۔

(۷۹) امداد الفتاویٰ،۲:۳۶۱-۳۷۶۔ نیز دیکھئے: امداد الاحکام،۲:۶۹۹-۷۵۸۔

(۸۰) ایضاً،۱:۹۱،سوال نمبر،۱۳۹،۱:۱۶۶،سوال نمبر۱۲۲،۱:۴۰۰،سوال نمبر۵۲۳،۱:۴۳۵،سوال نمبر۵۶۹۔۲:۱۳۹، سوال نمبر۲۰۰۔۴:۳۶۱،سوال نمبر۴۵۱،۴:۴۹۲،سوال نمبر۵۴۶۔

(۸۱) ایضاً،۱:۹۷،سوال۱۲۱،۱:۳۵۹،سوال نمبر۴۵۳،۱:۴۹۸،سوال نمبر۶۵۸،۱:۴۹۹،سوال نمبر۶۶۱،۶۶۴۔۲:۴۴۸، سوال نمبر۴۶۷،۲:۴۷۳،سوال نمبر۵۶۵،۱:۴۸۵،سوال نمبر۵۸۰۔۳:۳۷۵،سوال نمبر۳۳۸۔۴:۲۰۶،سوال نمبر۲۵۳،۴:۲۰۷،سوال نمبر۲۵۷۔

(۸۲) ایضاً،۱:۳۳۶،سوال نمبر۴۳۰۔۳:۱۵۲،سوال نمبر۲۰۱،۴:۳۲۹،سوال نمبر۴۱۰۔

(۸۳) ایضاً،۴:-۱:۳۳۳،سوال نمبر۴۲۷۔

(۸۴) بطور نمونہ چند مثالیں ملاحظہ ہوں: سوال نمبر۴۴۲، جلد اول، صفحات:۳۴۹-۳۵۰، میں مفتی رشید احمد لدھیانوی نے مولانا تھانوی کے تسامح کا ذکر کیا۔ سوال نمبر۴۴۵، جلد اول، صفحات:۳۵۲-۳۵۵، میں مفتی محمد تقی عثمانی کی ایک تفصیلی تحقیق موجود ہے جس کی تصدیق مفتی محمد شفیع اور مفتی رشید احمد نے بھی کی ہے۔ جلد اول، ص:۶۰۴ کے حاشیہ پر ٹشو پیپر سے استنجا کرنے کے جواز کا فتویٰ موجود ہے جو مفتی محمد شفیع نے دیا ہے، جبکہ سوال نمبر۱۳۴، جلد اول، صفحات:۸۷-۸۸ پر مولانا تھانوی نے ٹشو پیپر سے استنجا کرنے کے بارے میں مکروہ تحریمی کا فتویٰ دیا۔ ؛جلد اول، صفحات:۶۰۵-۶۰۸ پر ''ضمیمہ امداد الفتاویٰ بابت مسئلہ مکبر الصوت'' کے عنوان کے تحت مفتی محمد شفیعؒ نے نماز اور وعظ وغیرہ میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے جواز کا فتویٰ دیا ہے جب کہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی

سوال نمبر۶۲۳،۶۲۴،۶۲۷،صفحات :۵۸۱-۶۶۰ میں ایک مفصل اور تحقیقی بحث موجود ہے جس میں ثابت کیا گیا کہ نماز اوروعظ وغیرہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز نہیں

(۸۵) بطور مثال چند فتاویٰ کا حوالہ پیش خدمت ہے: ''**رسالہ ضمّ شارد الا بل فی ذم شار د ابِل**''اس فتویٰ میں ثابت کیا گیا ہے کہ شریعت اسلامیہ کی رو سے نابالغ لڑکے اورلڑکی دونوں کا نکاح کرنا شرعاً درست اور جائز ہے۔ اوراس کے خلاف حکومت کا قانون مداخلت فی الدین ہے۔ دیکھئے،۲:۲۴۵-۲۶۰۔

☆ ''**رسالہ رَافعُ الضَنك عن منافعُ البنكؔ**''اس فتویٰ میں سیونگ بینک، بنگال اورلندن بینک جسکی شاخیں اس دور میں پورے ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھیں ان میں روپیہ داخل کرکے سود لینے کی حرمت کومفصل و مدلل انداز میں ثابت کیا گیا۔ دیکھئے،۳:۱۵۵-۱۶۰۔

☆ ''**کشف الدُّجیٰ عن وجه الرِّبوا**''ایک سوچھبیس صفحات پر مشتمل اس تفصیلی فتویٰ میں دلائل اورقواعد کی روشنی سود کی مروّجہ مختلف صورتوں کی حرمت بیان کی گئی۔ دیکھئے،۳:۱۷۹-۳۰۲-

☆ ''**رسالہ الاعتصام بحبل شعائر الاسلام**''اس فتویٰ میں ثابت کیا گیا ہے کہ محض ہندوؤں کوخوش کرنے کے لئے یا ان سے اتفاق پیدا کرنے کے لئے گائے کے ذبیحہ کو موقف کرنا ہرگز جائز نہیں۔ دیکھئے، ۳:۵۷۶-۵۹۶۔

مزید چند تفصیلی فتاویٰ درج ذیل مقامات پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ا:- رسالہ دربارہ دعا بعد الصلوٰۃ،۱:۵۵۹-۵۷۹،

☆ ''**رسالہ کلمة الصوم فی حکم الصومؔ**'' ۲:۱۱۴-۱۲۲؛ شرائط جواز تعلیم ترجمۂ قرآن مجید'' ۴:۷۹-۸۵۔؛جلد۴ صفحات ۶۰۸-۶۸۴ میں بارہ مفصل فتاویٰ ملاحظہ ہوں۔؛ ''**رسالہ جزل الکلام فی عزل الامام**''۵:۱۱۰-۱۲۲۔

(۸۶) عبدالحی الحسنی، **نزهة الخواطر**،۸:۳۹۸۔؛ بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیوبند، ص:۱۱۶۔

(۸۷) ارشد، عبدالرشید، بیس بڑے مسلمان، صفحات: ۴۱۵-۴۵۸، مکتبہ رشیدیہ، شاہراہ پاکستان لاہور، ۱۹۹۶ء۔

(۸۸) عبدالحی الحسنی، **نزهة الخواطر**،۸:۴۰۳۔

(۸۹) کفایت المفتی،۱:۸-۱۲۔

(۹۰) ارشد، عبدالرشید، بیس بڑے مسلمان، ص:۴۴۳۔

(۹۱) اس طرح کی سینکڑوں مثالیں جابجا دیکھی جاسکتی ہیں بطور نمونہ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

☆ ''استفتائے وزارت جلیلہ معارف افغانستان'' آٹھ دفعات پر مشتمل مفصل استفتاء افغانستان کی حکومت کی طرف سے (۱۴، جمادی الاولیٰ،۱۳۴۳ھ/۱۱، دسمبر،۱۹۲۴ء) مفتی صاحب کے پاس آیا تھا جس میں عورتوں کی تعلیم جدید وغیرہ سے متعلق سوالات پوچھے گئے تھے، مفتی صاحب نے تمام سوالات کے جوابات تحقیقی انداز میں دیے ۲:۲۵-۴۰۔

☆ ''استفتاء از جناب چودھری عبدالعزیز صاحب ممبر اسمبلی ریاست کپورتھلہ'' یہ استفتاء (یکم اپریل،۱۹۳۰ء)

''قانون انضباط تعدد ازدواج'' کے بارے میں مفتی صاحب کے پاس آیا تھا۔ کفایت المفتی ،۵: ۲۸۷-۲۸۸۔

☆ ''استفتاء از محمد حسن خان منتظم اوقاف اہل اسلام ریاست بھوپال'' یہ استفتاء محکمہ اوقاف ریاست بھوپال کی طرف سے اراضی وقف کے بارے میں آیا تھا، کفایت المفتی ،۷: ۲۳۰-۲۳۲۔

☆ ''استفتاء از چیف کمشنر آفس پورٹ بلیر'' یہ استفتاء چیف کمشنر آفس پورٹ بلیر کی طرف سے (۵، ذیقعدہ، ۱۳۵۲ھ/ ۲۰ ،فروری ،۱۹۳۴ء) مہر کے دعویٰ کے متعلق آیا تھا جو کہ ہائی کورٹ میں دائر کیا گیا تھا، کفایت المفتی ،۵: ۱۱۴-۱۱۶۔

☆ ''استفتاء از چیف سیکٹری ریاست جاورہ'' یہ استفتاء چیف سیکٹری ریاست جاورہ کی طرف سے (۶، ذیقعدہ، ۱۳۵۲ھ/ ۲۱، فروری، ۱۹۳۴ء) آیا تھا، کفایت المفتی ،۵: ۱۱۶-۱۱۷۔

(۹۲) بطور نمونہ چند مثالیں دیکھئے : ''برما'' ۷: ۱۲۵، ۲۰۹، ۳۷۴،۴؛ ''جنوبی افریقہ'' ۵: ۲۷۲، ۷: ۳۱۵، ۸: ۲۶۸، ؛''اسکاٹ لینڈ'' ۸: ۲۶۸، ؛ ''افغانستان'' ۲: ۲۵، ؛''لورالائی ، بلوچستان'' ۴: ۲۶۶۔ ؛ کفایت المفتی ،۴: ۲۶۹، ۲۷۷، ۲۸_۵: ۳۹، ۱۰۲، ۱۰۳، ۲۷۳، ۲۸۷_۷: ۱۸۴، ۲۳۱_۸: ۳۱، ۱۰۰، ۲۱۸، ۲۵۰، ۲۵۲_۹: ۴۲، ۱۴۹، ۱۵۰، ۲۰۳، ۲۳۷، ۲۷۵، ۳۱۹، ۳۸۳، ۴۳۸۔

(۹۳) کفایت المفتی ،۲: ۲۳۴، ۷: ۱۶۱۔

(۹۴) ایضاً ،۲: ۲۴۰۔

(۹۵) کفایت المفتی ،۳: ۱۳، ۹: ۲۰۱، ۴: ۲۸۸، ۸: ۹۲، ۴: ۲۷۸، ۸: ۱۱۳، ۸: ۱۲۱، ۹: ۵۰۷، ۲: ۴۰۔

(۹۶) مثلاً ''رسوم مروّجہ'' کے عنوان کے تحت ستائیس (۲۷) مختلف رسوم کے بارے میں دیئے گئے ان کے فتویٰ کی چھپن (۵۶) مفتیوں نے تصدیق کی ہے، کفایت المفتی ،۹: ۱۷-۷۷۔ اسی طرح ریڈیو کے ذریعہ چاند کے بارے میں آنے والی خبر کے معتبر ہونے کا فتویٰ دیا جس پر سینتیس (۳۷) مفتیوں کی تصدیقات موجود ہیں، کفایت المفتی ،۹: ۵۰۶-۵۰۸۔

(۹۷) کفایت المفتی ، ۹: ۱۴۲-۱۴۵، ۱: ۲۹۱-۳۱۰، ۵: ۳۶۰-۳۸۱، ۶: ۸۷_ ۶: ۱۳۴، ۴: ۳۰۸-۳۱۸ ، ۹: ۲۷۳-۳۰۳۔

(۹۸) کفایت المفتی ،۱: ۴۶-۵۴، ۱: ۱۱۱-۱۱۴، ۱: ۱۶۵-۱۷۷، ۲: ۱۹-۲۴، ۲: ۱۳۲-۱۳۸، ۲: ۲۷۷-۲۸۴، ۴: ۱۶۷-۱۷۸، ۴: ۲۱۸-۲۲۷، ۵: ۲۸۹-۲۹۶، ۵: ۳۹۱-۴۳۱، ۷: ۷۴-۸۰، ۷: ۴۶۴-۴۷۵، ۷: ۲۷۷-۲۸۶۔

(۹۹) تفصیل دیکھئے ،خیر الفتاویٰ ۱: ۲۷-۳۲۔

(۱۰۰) جیسا کہ مرتبین کی طرف سے ''پیش لفظ'' کے ذیل میں وضاحت کی گئی ہے ''دارالافتاء مذکور میں قیام پاکستان سے اب تک تقریباً ۴۰ سال کے فتاویٰ کا ماحصل ہیں''۔ دیکھئے خیر الفتاویٰ ۱: ۲۴۔

(۱۰۱) اس مجموعہ میں مولانا خیر محمد کے بعد مفتی محمد عبد اللہ کے فتاویٰ کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

؛مفتی محمد عبد اللہؒ نے ،مفتی عبد الستار مفتی محمد انور کے حالات دیکھئے ، خیر الفتاویٰ ،۱: ۳۴-۳۶۔ ان مذکورہ مفتیوں

کے علاوہ مفتی محمد صدیق، مفتی محمد اسحٰق، مفتی اصغر علی اور دیگر جامعہ خیر المداس کے علماء کے فتاویٰ بھی اس مجموعہ میں شامل ہیں۔

(۱۰۲) تفصیل ملاحظہ ہو، خیر الفتاویٰ، ۳:۴۹۶-۶۰۸۔

(۱۰۳) مثلاً مرکزی وزارت مالیات حکومت پاکستان کی طرف سے زکوٰۃ وعُشر سے متعلق انتالیس (۳۹) سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ کا مفصل جواب، کارخانوں اور تجارتی اداروں سے زکوٰۃ لینے کا حکم، کمپنیوں کے قابلِ انتقال حصص کی زکوٰۃ کا حکم، رائج الوقت سکوں کی زکوٰۃ، حکومت جو زکوٰۃ کا پیسہ دینی مدارس کو دیتی ہے کیا اس رقم کا لینا جائز ہے؟، نوٹوں میں زکوٰۃ کے وجوب پر ایک شبہ کا جواب، پاکستانی زمینیں عشری ہیں یا خراجی؟، دفاعی فنڈ میں زکوٰۃ دینے کا حکم؟، کیا زکوٰۃ کا پیسہ بذریعہ منی آڈر بھیجنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے؟اور اموالِ ظاہرہ اور اموالِ باطنہ کی تحقیق جیسے مسائل قابل ذکر ہیں۔ تفصیل دیکھئے، خیر الفتاویٰ، ۳:۳۵۱-۵۱۴۔

(۱۰۴) تفصیل کے لئے دیکھئے :- خیر الفتاویٰ ۱:۹۴-۱۲۰،۱: ۳۸۹-۴۴۰،۱: ۵۱۲- ۵۲۸،۲: ۳۳۶-۳۴۲، ۱:۴۴۱-۱۴۵، ۱:۲۲۸-۲۳۱، ۱:۱۷۷-۱۷۸،۲:۴۸-۴۹،۲:۲۰۳-۲۰۵،۴۱۱-۴۱۲،۳:۲۲۵۔

(۱۰۵) خیر الفتاویٰ، ۱:۶۴-۶۵۔

(۱۰۶) بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیو بند، ص:۱۸۱۔ نیز امداد الاحکام، ۱ :۱۰۰۔

(۱۰۷) امداد الاحکام، ۱:۱۰۱۔ نیز بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیو بند، ص:۱۸۲۔

(۱۰۸) ان کی تحقیقی و تصنیفی، سیاسی اور ملی خدمات کی تفصیل دیکھئے بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیو بند، ص:۱۸۱-۱۸۸۔ نیز امداد الاحکام، ۱:۱۰۰-۱۰۵۔

(۱۰۹) امداد الاحکام، ۱:۱۰۵، نیز بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیو بند، ص:۱۸۷۔

(۱۱۰) امداد الاحکام، ۱:۱۰۶۔

(۱۱۱) مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کی تحقیقی اور تصنیفی خدمات کی تفصیل دیکھئے، امداد الاحکام، ۱:۱۰۹-۱۱۰۔

(۱۱۲) امداد الاحکام، ۱:۱۱۰۔

(۱۱۳) ان مفتیوں کے نام یہ ہیں: مولانا اشرف علی تھانویؒ؛ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ؛ عبد الکریم گمتھلویؒ

(۱۱۴) امداد الاحکام، ۱:۱۱۱۔

(۱۱۵) امداد الاحکام، ۱:۱۱۸-۱۳۲، ۱:۱۵۱-۱۶۸، ۱:۲۲۲-۲۲۸۔، ۱:۲۷۴-۲۸۲، ۱:۳۵۱-۳۵۶، ۱:۵۷۲-۵۷۷، ۱:۳۷-۱۶۵۶:۶۶۹-۶۷۵،۲:۵۰-۵۵،۲:۵۵-۸۶،۲:۳۲۷-۳۴۹،۲:۳۹۲-۴۰۱،۲:۵۷۰-۶۷۵، ۲:۶۷۶-۶۸۹،۲:۷۲۰-۷۶۰

(۱۱۶) چند فتاویٰ کے لیے دیکھیے: جلد اول، صفحات، ۲۱۴، ۵۵۷، ۶۰۸، ۶۳۴، ۶۶۵، ۶۶۹، ۶۸۲، ۷۲۴، ۷۶۱، ۷۲۵ ۲:۴۷۔

(۱۱۷) عثمانی، محمد رفیع، ماہنامہ البلاغ، کراچی، ص:۹۴، جمادی الثانیہ، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

(۱۱۸) امداد المفتین، ص:۳۸-۹۷،؛ رضوی، سید محبوب، تاریخ دار العلوم دیوبند، ۲:۱۳۰-۱۳۱،

(۱۱۹) بخاری، محمد اکبر شاہ، اکابر علماء دیوبند، ص:۱۹۴۔

(۱۲۰) امداد المفتین، صفحات:۴۶۸، ۴۷۷، ۴۸۱، ۴۸۹، ۸۳۴، ۸۰۳، ۸۴۳، ۸۰۴، ۸۴۹، ۸۵۱، ۸۴۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۹۶-۸۹۹، ۹۰۶، ۹۷۴، ۹۷۶، ۱۰۴۹۔

(۱۲۱) امداد المفتین، صفحات:۶۷، ۸۰-۱۰۰، ماہنامہ البلاغ، کراچی، ۳۳۵-۳۳۷۔

(۱۲۲) مفتی صاحب کے فتوی نویسی میں خصوصی انداز و ذوق کی تفصیل دیکھئے، ماہنامہ البلاغ، کراچی، ۴۱۸-۴۳۱۔ ۱:۴۱-۵۲، ۹۹-۱۳۸۔ ۲:۹۷-۱۱۴، ۲۳۷-۲۹۰، ۲۹۱-۳۲۸۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆